534

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،25-مارچ2011

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون(ترمیم)آثار قدیمہ 2011(مسودہ قانون نمبر25بابت2011)

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)آثار قدیمہ 2011ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم)(روزگار و بحالی)معذور افراد2011(مسودہ قانون نمبر26بابت2011)

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)(روزگاروبحالی)معذورافراد2011ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون(ترمیم)(رجسٹریشن وکنٹرول)سماجی بہبود کی رضاکار تنظیمیں 2011 (مسودہ قانون نمبر27بابت2011)

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)(رجسٹریشن وکنٹرول)سماجی بہبود کی رضاکار تنظیمیں 2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

536

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیئیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،25-مارچ2011

(یوم الجمع،19-ربیع الثانی1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر20منٹ پر زیر

صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنٰهَا ﴿٢٧﴾

رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰهَا ﴿٢٨﴾ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰهَا ﴿٢٩﴾

وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا ﴿٣٠﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰهَا ﴿٣١﴾

وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا ﴿٣٢﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿٣٣﴾

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿٣٤﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿٣٥﴾

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿٣٦﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿٣٧﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ

الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٣٩﴾

سُوۡرَۃُ النّٰزِعٰت آیات27تا39

بھلا تمہارا بنانا مشکل ہے یا آسمان کا؟اسی نے اس کو بنایا(27)اس کی چھت کو اونچا کیا پھر اسے برابر کر دیا (28)اور اسی نے رات کو تاریک بنایا اور (دن کو) دھوپ نکالی(29)اور اس کے بعد زمین کو پھیلا دیا (30)اسی نے اس میں سے اس کا پانی نکالا اور چارا اگایا(31)اور اس پر پہاڑوں کا بوجھ رکھ دیا(32)یہ سب کچھ تمہارے اور تمہارے چارپایوں کے فائدے کے لئے (کیا)(33)تو جب بڑی آفت آئے گی (34)اس دن انسان اپنے کاموں کو یاد کرے گا(35)اور دوزخ دیکھنے والے کے سامنے نکال کر رکھ دی جائے گی(36)تو جس نے سرکشی کی(37)اور دنیا کی زندگی کو مقدم سمجھا(38)اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے(39)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دے تبسم کی خیرات ماحول کو ہم کو درکار ہے روشنی یا نبیؐ
ایک شیریں جھلک ایک نوریں ڈھلک تلخ و تاریک ہے زندگی یا نبیؐ
اے نوید مسیحا تیری قوم کا حال عیسیٰؑ کی بھیڑوں سے ابتر ہوا
اس کے کمزور اور بے ہنر ہاتھ سے چھین لی چرخ نے برتری یا نبیؐ
کام ہم نے رکھا صرف اذکار سے تیری تعلیم اپنائی اغیار نے
حشر میں منہ دکھائیں گے کیسے تجھے ہم سے ناکردہ کار امتی یا نبیؐ
سچ میرے دور میں جرم ہے، عیب ہے جھوٹ فن عظیم آج لاریب ہے
ایک اعزاز ہے جہل و بے راہ روی ایک آزار ہے آگہی یا نبیؐ
زیست کے تپتے صحرا میں شاہ عرب تیرے اکرام کا ابر برسے گا
کب ہری ہو گی شاخ تمنا میری کب مٹے گی میری تشنگی یا نبیؐ
یا نبیؐ اب تو آشوب حالات نے تیری یادوں کے چہرے بھی دھندلا دیئے
دیکھ لے تیرے تائب کی نغمہ گری بنتی جاتی ہے نوحہ گری یا نبیؐ

سوالات

(محکمہ لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز اقلیتی ممبران امریکی پادری کی طرف سے قرآن پاک کی بے حرمتی کے گستاخانہ فعل پر احتجاجاً بازوؤں پر سیاہ پٹیاں باندھ کر ایوان میں تشریف لائے)

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میرے بھائی! میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر ضرور وقت دوں گا لیکن ذرا وقفہ سوالات چلنے دیں۔ پہلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے اس لئے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال وسیم قادر صاحب کا ہے۔۔۔ وہ تشریف فرما نہیں ہیں اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں تو ان کے سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے اسے بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 1962 ہے، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رائے علی نواز سٹیڈیم چیچہ وطنی کی تفصیلات

*1962: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) رائے علی نواز سٹیڈیم چیچہ وطنی کی تعمیر کے لئے حکومت نے کتنا فنڈز رکھا تھا؟

(ب) رائے علی نواز سٹیڈیم چیچہ وطنی میں تعمیر کئے جانے والے سٹیڈیم کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ج) رائے علی نواز سٹیڈیم کے لئے مختص جگہ کے علاوہ باقی کتنی سرکاری جگہ خالی پڑی ہے؟

(د) سٹیڈیم کی تعمیر کے لئے ٹھیکہ کن کن شرائط پر دیا گیا؟

(ہ) سٹیڈیم کی تعمیر کے لئے ٹھیکہ کس کمپنی کو دیا گیا، ٹھیکیدار کا نام اور کمپنی کا نام فراہم کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) رائے علی نواز سٹیڈیم چیچہ وطنی کی تعمیر پر 20.817 ملین روپے کل اخراجات ہوئے تھے۔ کاپی تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) رائے علی نواز سٹیڈیم چیچہ وطنی 40 کنال 17 مرلہ رقبہ پر تعمیر ہوا۔

(ج) رائے علی نواز سٹیڈیم کے لئے کوئی رقبہ مختص نہ ہے۔ سٹیڈیم 44 کنال 18 مرلہ پر تعمیر شدہ ہے اور یہ رقبہ گورنمنٹ ہائی سکول (بوائز) کا ہے۔ سٹیڈیم کے لئے کوئی جگہ مختص ہے اور نہ ہی سٹیڈیم کا کوئی رقبہ خالی پڑا ہے۔

(د) سٹیڈیم کی تعمیر کی شرائط تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ہ) سٹیڈیم کی تعمیر کا ٹھیکہ خادم برادرز B/1 طارق کالونی ملتان روڈ لاہور کو دیا گیا اور ٹھیکیدار کا نام شاہد بٹ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ "رائے علی نواز سٹیڈیم چیچہ وطنی کی تعمیر پر کل 20.817 ملین روپے کے اخراجات ہوئے تھے" جبکہ مجھے جو تفصیل دی گئی ہے اس میں 18.816 ملین روپے کی رقم بتائی گئی ہے تو یہ اتنا difference کیوں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! اس کی Revised Technical Sanction ہوئی ہے اگر معزز ممبر کو اس کی تفصیل نہیں مل سکی تو میں انہیں مہیا کر دیتا ہوں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جس کمپنی کو یہ contract دیا گیا تھا اس سے time limit کیا طے ہوئی تھی اور کیا یہ منصوبہ مقررہ وقت پر مکمل ہوا ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر!اس منصوبے کو revise کیا گیااس لئے یہ مقررہ وقت پر مکمل نہیں ہو سکااور کام تاخیر سے ہونے کی وجہ سے اس پر اخراجات 20 ملین روپے تک پہنچ گئے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! مقررہ وقت پر منصوبہ مکمل نہیں ہو سکااور اخراجات زیادہ ہوئے ہیں تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! بروقت funds مہیا نہ ہونے کی وجہ سے یہ کام تاخیر سے مکمل ہوا اور اسی وجہ سے اس منصوبہ کو revise کرنا پڑا ہے۔

جناب سپیکر: کیااس کی ذمہ داری کسی پر ڈالی گئی ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! بروقت funds مہیا نہ ہونے کی وجہ سے اس منصوبے کو revise کرنا پڑااور اسی وجہ سے تاخیر ہوئی ہے۔یہ funds حکومت پنجاب کی طرف سے مہیا کئے جانے تھے جو کہ تاخیر سے میسر آئے ہیں اس لئے یہ منصوبہ تاخیر کا شکار ہوا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ "رائے علی نواز سٹیڈیم چیچہ وطنی 40 کنال 17 مرلے پر تعمیر ہوا" جبکہ جز(ج) میں کہہ رہے ہیں کہ "سٹیڈیم 44 کنال 18 مرلے پر تعمیر شدہ ہے" اس difference کی ذرا وضاحت فرمادیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ ساری جگہ سکول کی تھی۔اس کا کل رقبہ 44 کنال 18 مرلے ہے اور ڈی۔سی۔او کی رپورٹ کے مطابق 23 کنال 16 مرلے اس کا covered area ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال وسیم قادر صاحب کا ہے۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 2036، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے جناب وسیم قادر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں تمام زائد ٹوکن فیس وصول کرنے والے
پارکنگ سٹینڈز والوں کے خلاف کارروائی کا مسئلہ

*2036: جناب وسیم قادر: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع کچہری اور ہائیکورٹ پارکنگ سٹینڈ والے ٹھیکیدار کار والوں سے -/20 روپے ٹوکن فیس وصول کر رہے ہیں جبکہ گورنمنٹ کی مقرر کردہ ٹوکن فیس کا ریٹ -/10 روپے ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا زائد فیس وصول کرنے والے سٹینڈز کے ٹھیکیداروں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چوہدری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) درست نہ ہے۔ ضلع کچہری سٹینڈ دفتر شہری سہولیات سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے زیر کنٹرول ہے۔ پارکنگ سٹینڈ پر نمایاں طور پر سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا منظور شدہ ریٹ بورڈ آویزاں ہے اور ٹوکن سلپ پر بھی ریٹ کار-/10 روپے اور موٹر سائیکل-/5 روپے درج ہے جبکہ ہائیکورٹ پارکنگ سٹینڈ ہائیکورٹ کی حدود میں واقع ہے جس کا سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے کوئی تعلق نہ ہے۔

(ب) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ چیکنگ سکواڈ روزانہ تمام پارکنگ سٹینڈز جو سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے زیر کنٹرول ہیں۔ چیک کرتا ہے اور اوور چارجنگ کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کرتے ہوئے متعلقہ تھانے میں ایف آئی آر درج کروائی جاتی ہے اور منسوخی ٹھیکہ بھی ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! سول سیکرٹریٹ کے ساتھ ایک پارکنگ سٹینڈ بنا ہوا ہے اور میری اطلاع کے مطابق یہ بالکل illegal چل رہا ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ غیر قانونی پارکنگ سٹینڈز جن کی وجہ سے لاہور میں ٹریفک جام رہتی ہے کیا ان کے خلاف حکومت کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی

ہے؟خصوصی طور پر سول سیکرٹریٹ کے ساتھ غیر قانونی چلنے والے پارکنگ سٹینڈ کے بارے میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کیا کہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ(چوہدری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر!میرے معزز ممبر نے نشاندہی فرمائی ہے کہ سول سیکرٹریٹ کے ساتھ کوئی غیر قانونی طور پر سٹینڈ بنا ہوا ہے میں انہیں یقین دہانی کراتا ہوں کہ اس کے خلاف آج ہی سخت کارروائی ہوگی۔پارکنگ سٹینڈ کے حوالے سے معزز ممبران پر مشتمل پہلے ہی ایک کمیٹی بن چکی ہے اور اس کمیٹی کو اپنا کام مکمل کرنے کے لئے مزید وقت درکار ہے۔محکمہ کی طرف سے لاہور کے ڈی سی او اور ٹی ایم او حضرات کو لکھ دیا گیا ہے کہ جہاں پر پارکنگ سٹینڈ والے overcharging کر رہے ہیں ان کے خلاف فوری اور سخت action لیا جائے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عملدرآمد ہوگا۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر!میں جس پارکنگ سٹینڈ کی بات کر رہا ہوں یہ سول سیکرٹریٹ کے ساتھ شہر لاہور کے دل میں واقع ہے جہاں پر گھنٹوں ٹریفک block رہتی ہے لیکن آج تک اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو سکی۔میری اطلاع کے مطابق وکلاء برادری کے ساتھ بات چیت کے نتیجے میں یہ غیر قانونی پارکنگ سٹینڈ اب تک چل رہا ہے۔پارلیمانی سیکرٹری صاحب مجھے کوئی time frame دے دیں کہ کتنے عرصہ میں وہ اس غیر قانونی پارکنگ سٹینڈ کو ختم کرا دیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ(چوہدری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر!چیف جسٹس بحالی تحریک کے بعد وکلاء کافی مضبوط ہو چکے ہیں اس لئے وہاں سے اس پارکنگ سٹینڈ کو ختم کرانے کے لئے ہمیں وکلاء کے ساتھ تھوڑی bargaining کرنا پڑے گی۔پارکنگ سٹینڈ کے حوالے سے بننے والی کمیٹی بھی بات چیت کر کے اس issue کو حل کرائے گی۔

خواجہ عمران نذیر: کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ یہ پارکنگ سٹینڈ غیر قانونی چل رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ(چوہدری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر!میرے علم میں قطعاً نہیں ہے کہ یہ پارکنگ سٹینڈ غیر قانونی چل رہا ہے۔آج معزز ممبر نے نشاندہی فرمائی ہے تو میں اس بارے میں معلومات حاصل کروں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بابا گراؤنڈ پنجاب اسمبلی کی جگہ ہے اور وہ جگہ misuse ہو رہی ہے میں نے اس پر Adjournment Motion بھی دی تھی اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہی پوچھا ہے کہ کیا یہ جگہ پنجاب اسمبلی کی ہے؟

جناب سپیکر: وہ جگہ تو پنجاب اسمبلی کی ہے۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! بابا گراؤنڈ پنجاب اسمبلی کی جگہ ہے تو یقیناً سخت ایکشن ہو گا۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ب) میں فرمایا ہے کہ جو ٹھیکیدار fixed charging پر overcharging کرتے ہیں یہ اُن کے خلاف کارروائی کرتے ہیں، اُن کے ٹھیکے بھی منسوخ کرتے ہیں اور اُن کے خلاف FIRs بھی درج کرائی جاتی ہیں۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرمائیں گے کہ آج تک کتنے لوگوں کے ٹھیکے منسوخ ہوئے اور کون کون سے تھانے میں کتنی کتنی FIRs درج کی گئی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! معزز ممبر کے سوال کے حوالے سے ہمارے پاس پورا ریکارڈ موجود ہو گا، اگر یہ مجھے کہیں تو میں آج یا کل تک ان کو پورا ریکارڈ مہیا کر دوں گا۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! مجھے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن یہ House question کی property ہے اس لئے صرف مجھے نہیں بلکہ اس پورے ایوان کو اس کی تفصیل سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔

جناب سپیکر: ڈھلوں صاحب! نوانی صاحب آپ سے صرف یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ آیا آپ نے کسی کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے یا نہیں؟

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جب کسی سوال کے جواب میں کوئی چیز آئے گی تو on the floor of the House اُس کی تفصیل بتانی چاہئے کہ ان کی گورنمنٹ کتنی efficient ہے؟

جناب سپیکر: ڈھلوں صاحب!آپ نے جز(ب) کے جواب میں لکھا ہے کہ overcharging کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کرتے ہوئے متعدد تھانوں میں FIRs درج کروائی جاتی ہیں اور منسوخی ٹھیکہ بھی ہو سکتا ہے۔ آپ نے اس کا اس طرح سے جواب دینا ہے کہ ہم نے اتنی FIRs درج کروائی ہیں اور اتنے ٹھیکے منسوخ کروائے ہیں۔ آپ کی طرف سے ضمنی سوال کے جواب میں اس کی تفصیل آنی چاہئے تھی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چوہدری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! تھانہ قلعہ گجر سنگھ، تھانہ غالب مارکیٹ اور تھانہ گلبرگ میں overcharging پر FIRs درج ہیں، میں ان کی تفصیل اپنے معزز دوست کو مہیا کر دوں گا۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! یہ سوال 23۔اکتوبر 2008 کو جمع کرایا گیا تھا۔ آج اڑھائی سال کے بعد اس سوال کا جواب on the floor of the House دیا جا رہا ہے۔ یہ House کا استحقاق ہے اور آپ نے بڑی valid direction دی کہ آپ جب بھی کسی سوال کے جواب میں کسی چیز کا ذکر کریں گے تو اس کے ساتھ اس کی تفصیل بھی بتانی ہوگی تاکہ پورا House inform ہو کہ کیا ایکشن ہوتا ہے اور اس ایکشن کا کیا بنتا ہے؟

محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ: جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے سوال کرنا چاہوں گی کہ کیا پورے پنجاب میں کار پارکنگ فیس -/10 روپے لی جا رہی ہے کیونکہ میں ان کی اطلاع کے لئے بتانا چاہتی ہوں کہ میں نے کل ہی لبرٹی میں کوئی تین دفعہ -/20 روپے دیئے ہیں اور پورے گلبرگ میں کار پارکنگ فیس -/20 روپے ہے تو یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ کار پارکنگ فیس -/10 روپے ہے اور وہاں بورڈ پر لکھا ہوا بھی ہے کہ پہلا گھنٹہ لبرٹی پلازہ میں جو گاڑی کھڑی کرے گا وہ -/20 روپے ٹوکن دے گا۔ میں اپنے پارلیمانی سیکرٹری کو تجویز دوں گی کہ آج ہی یہ لبرٹی جائیں اور وہاں گاڑی کھڑی کریں تو یہ خود -/20 روپے دے کر آئیں گے۔ یہ next time on the floor of the House بتائیں گے کہ پورے گلبرگ میں عوام سے کار پارکنگ فیس -/20 روپے کیوں وصول کی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈھلوں صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چوہدری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ نے جن کی نشاندہی کی ہے اُن کے خلاف سخت کارروائی ہوگی

اور جو بھی کوئی overcharging کرے گا اُس کا ٹھیکہ منسوخ کیا جائے گا یا اُس کے خلاف FIR درج ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، آپ جو بھی کر سکتے ہیں اُن کے خلاف قانونی کارروائی کریں۔ جی، اگلا سوال چودھری ظہیر الدین خان صاحب کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 2368 (معزز ممبر نے چودھری ظہیر الدین خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

ضلع خوشاب۔ترقیاتی کاموں کے فنڈز کا اجراء اور ٹھیکیداروں کو ادائیگی کا مسئلہ

*2368: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پچھلے سال حکومت نے MPAs کو جو تعمیراتی کاموں کے لئے funds الاٹ کئے تھے اس کے تحت دیگر علاقوں کی طرح ضلع خوشاب میں بھی تعمیراتی کام کئے گئے، مگر متعلقہ ڈی سی او نے بوجوہ 30-06-08 تک متعلقہ ٹھیکیداروں کے بل دستخط نہ کئے اور مورخہ 30-06-08 کو funds lapse ہو گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کافی عرصہ انتظار کے بعد متعلقہ ٹھیکیداروں جن میں محمد خان کندی اور ملک احمد نواز اترا بھی شامل ہیں نے ہائیکورٹ میں کیس دائر کیا جس پر عدالت نے سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کو سائیلان کو پندرہ دن کے اندر ادائیگی کرنے کا حکم صادر فرمایا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ عرصہ تقریباً 2 ماہ گزرنے کے باوجود لوکل گورنمنٹ کی طرف سے ٹھیکیداروں کو ادائیگی کے لئے کوئی پیشرفت نہ ہوئی؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ لوکل گورنمنٹ متعلقہ ٹھیکیداروں کو ہائیکورٹ کے حکم کی روشنی میں فوری طور پر ادائیگی کرنے، لیپس فنڈز فوری طور پر جاری کرنے کو تیار ہے، تاکہ بلا جواز رکے ہوئے تعمیراتی کام شروع ہو کر پایۂ تکمیل کو پہنچ سکیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) مالی سال 08-2007 میں حکومت نے MPAs کو جو تعمیراتی کاموں کے لئے فنڈز مہیا کئے تھے اس کے تحت دیگر علاقوں کی طرح ضلع خوشاب میں بھی تعمیراتی کام کئے گئے اور ان کی ادائیگی بھی متعلقہ ٹھیکیداران کو کر دی گئی البتہ ماہ جون کے آخر میں کچھ ٹھیکیداران کے چیکوں پر بروقت DCO صاحب کے دستخط نہ ہونے کی وجہ سے ادائیگی نہ ہو سکی اور 30-06-2008 کو funds lapse ہو گئے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ملک احمد نواز اترا اور محمد خان کندی ٹھیکیداران نے ہائیکورٹ میں کیس دائر کیا جس پر عدالت نے ٹھیکیداران کو ادائیگی 15 یوم کے اندر کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ چونکہ فنڈز funds lapse ہو چکے تھے اور "تعمیراتی ایجنسی" کے پاس فنڈز نہ ہیں۔

(ج) محکمہ کی طرف سے ٹھیکیداران کو ادائیگی کے لئے پیشرفت جاری ہے، جونہی funds دستیاب ہوں گے ٹھیکیداران کو حسب ضابطہ ادائیگی کر دی جائے گی۔

(د) funds lapse کی بحالی کا تعلق محکمہ فنانس سے متعلقہ ہے، کورٹ کے حکم کی روشنی میں اگر funds جاری ہوتے ہیں تو ٹھیکیداران کو ادائیگی کر دی جائے گی اور جن کاموں کے فنڈز جاری ہوئے ان کو مکمل کیا جائے گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! معزز پارلیمانی سیکرٹری جز (الف) کا جواب پڑھ کر سُنا دیں؟

جناب سپیکر: جی، ڈھلوں صاحب! جز (الف) کا جواب پڑھ کر سنائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) مالی سال 08-2007 میں حکومت نے MPAs کو جو تعمیراتی کاموں کے لئے funds مہیا کئے تھے اس کے تحت دیگر علاقوں کی طرح ضلع خوشاب میں بھی تعمیراتی کام کئے گئے اور ان کی ادائیگی بھی متعلقہ ٹھیکیداران کو کر دی گئی البتہ ماہ جون کے آخر میں کچھ ٹھیکیداران کے چیکوں پر بر وقت DCO صاحب کے دستخط نہ ہونے کی وجہ سے ادائیگی نہ ہو سکی اور 2008-06-30 کو funds lapse ہو گئے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اس جواب کے جز (الف) کے حوالے سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ funds lapse ہونے میں کس کا قصور ہے، وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے اس پر کوئی انکوائری کمیٹی

بنائی گئی اور اس پر کوئی انکوائری ہوئی؟ مزید یہ کہ کتنے لوگوں کو funds ادا کئے گئے اور کتنے لوگوں کے funds lapse ہوئے؟ یہ سوال 2-دسمبر 2008 کو دیا گیا، اس کا جواب 5-جنوری 2009 کو آیا اور آج ایجنڈا پر یہ 2011 میں آیا ہے تو مجھے اس ضمنی سوال کا clear جواب چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، ڈھلوں صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! چونکہ دو ٹھیکیدار صاحبان کی نشاندہی کی گئی ہے تو اس سلسلہ میں ہمارے پاس جو شواہد موجود ہیں ہم اُس کی clearance کر سکتے ہیں۔ باقی اس کے علاوہ اگر ان کو کوئی تفصیل چاہئے تو وہ محترمہ کو مہیا کر دی جائے گی۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے پاس اس کی تفصیل ہونی چاہئے۔ مجھے بتائیں کہ کیا DCO متعلقہ کے خلاف کوئی انکوائری ہوئی، کوئی ایکشن ہوا اور اُس وقت وہاں پر کون DCO تھا؟

جناب سپیکر: جی، ڈھلوں صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! اُن دونوں ٹھیکیداروں کے نام احمد نواز اترا اور محمد خان کندی ہیں۔ یہ دو ٹھیکیدار تھے۔ ہمارے پاس تفصیل موجود ہے اس میں ملک احمد نواز ٹھیکیدار نے تعمیر سڑک مہاجر کنال تا ڈیرہ جات شمالی ضلع خوشاب کا ٹھیکہ سال 2006 میں حاصل کیا تھا۔ اس سڑک کا آخری بل جس کی ادائیگی مبلغ 7 لاکھ 23 ہزار 489 روپے تھی اس کی ادائیگی محکمہ خزانہ حکومت پنجاب نے بذریعہ مراسلہ نمبر FD/LGCD/3-34/10 مورخہ 8-فروری 2011 کی ہے۔ اس کے بل کی رقم ADLG خوشاب کے مشترکہ SDA اکاؤنٹ سے جاری کر دیئے گئے ہیں اور اس کی اطلاع ملک احمد نواز ولد محمد خان سکنہ احمد پور اترا ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع خوشاب کو بذریعہ مندرجہ بالا آرڈر کی جا چکی ہے۔ جہاں تک محمد خان ٹھیکیدار کا تعلق ہے تو مذکورہ ٹھیکیدار نے درج ذیل سکیم کے بقایاجات کی ادائیگی کے سلسلے میں استدعا کی ہے۔ تعمیر پختہ سڑک 2 لاکھ 73 ہزار 857 روپے اور ایک تعمیر پختہ سڑک سرگودھا میانوالی روڈ ڈیرہ پیر غلام جیلانی 5 لاکھ 28 ہزار 46 روپے کے سلسلہ میں ٹھیکیدار نے بذریعہ وکیل محکمہ ہذا کو نوٹس بھجوایا تھا اور ADLG خوشاب کو تحریر کیا جا چکا ہے کہ وہ متعلقہ کاغذات مہیا کرے تا کہ اس claim کے درست

ہونے کا تعین کیا جا سکے۔ Claim کے درست ہونے کی صورت میں ضروری کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ شکریہ

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں نے ان سے یہ پوچھا ہے کہ جو فنڈز lapse ہوئے ہیں اور ٹھیکیداروں کو عدالتوں میں جا کر اپنا حق لینا پڑا ہے تو کیا DCO کے خلاف وزیر اعلیٰ پنجاب نے کوئی انکوائری کرائی ہے اور کیا اسے کوئی سزا دی گئی ہے یا اس کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! ٹھیکیدار نے کام مکمل ہونے کی رپورٹ نہیں کی تھی اور کام مکمل ہونے کی صورت میں ہی ادائیگی ہونی تھی۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال یہ ہے کہ DCO کے دستخط نہ کرنے کی وجہ سے فنڈز lapse ہوئے تو کیا اس پر محکمے نے کوئی کارروائی کی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! اس سلسلہ میں DCO سے وضاحت طلب کر لی جائے گی۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! تین سال کے بعد جواب آیا ہے اور یہ آج کہہ رہے ہیں کہ DCO سے وضاحت طلب کر لی جائے گی۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ انکوائری کب کی جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں اپنی معزز ممبر کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ جہاں پر ٹھیکیدار غیر معیاری کام کرتا ہے وہ کام ہمیشہ late ہو جاتا ہے۔ ہم یہ بھی دیکھیں گے کہ کیا کام غیر معیاری ہونے کی وجہ سے ادائیگی نہیں ہوئی اور فنڈز lapse ہوئے ہیں۔ اس کے بعد جو فیصلہ ہو گا وہ سامنے آ جائے گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! DCO کی نااہلی پر اڑھائی تین سال تک کوئی کارروائی نہیں کی گئی یہ بہت غلط بات ہے۔ اب یہ جز (ب، ج اور د) کا جواب بھی پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(ب) یہ درست ہے کہ ملک احمد نواز اترا اور محمد خان کندی ٹھیکیداران نے ہائیکورٹ میں کیس دائر کیا جس پر عدالت نے ٹھیکیداران کو ادائیگی 15 یوم کے اندر کرنے کا حکم صادر فرمایا چونکہ فنڈز lapse ہو چکے تھے اور "تعمیراتی ایجنسی" کے پاس فنڈز نہ ہیں۔

(ج) محکمہ کی طرف سے ٹھیکیداران کو ادائیگی کے لئے پیشرفت جاری ہے، جونہی funds دستیاب ہوں گے ٹھیکیداران کو حسب ضابطہ ادائیگی کر دی جائے گی۔

(د) funds lapse کی بحالی کا تعلق محکمہ فنانس سے متعلقہ ہے، کورٹ کے حکم کی روشنی میں اگر funds جاری ہوتے ہیں تو ٹھیکیداران کو ادائیگی کر دی جائے گی اور جن کاموں کے فنڈز جاری ہوئے ان کو مکمل کیا جائے گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! عدالت نے حکم دیا کہ 15 دن کے اندر ادائیگی کر دی جائے لیکن ادائیگی نہیں کی گئی اس طرح تو عدالتی فیصلوں کو بھی bulldoze کیا جا رہا ہے۔ کیا پنجاب حکومت کے خلاف suo moto action نہیں ہونا چاہئے، کیا یہ توہین عدالت نہیں ہے؟

جناب سپیکر: یہ عدالت کا کام ہے، میرا نہیں۔ مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ وضاحت بڑی ضروری ہے کہ ADLG جس نے غفلت کی ہے۔ محکمے کو وکیل کا notice آیا تھا اور اسی notice کو انھوں نے ہائیکورٹ کا آرڈر تصور کیا ہے۔ ہمارے ریکارڈ میں ہائیکورٹ کے آرڈر نہیں ہیں اس سلسلہ میں پوری انکوائری ہو گی، اگر ADLG ذمہ دار ہو گا تو اس کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2514 ہے۔

لاہور میں واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2514: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں واٹر فلٹریشن کے کل کتنے پلانٹ کہاں کہاں ہیں، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) لاہور میں لگائے گئے مذکورہ پلانٹس پر کل کتنی رقم خرچ کی گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت کی معاونت سے ایک منصوبہ "صاف پانی سب کے لئے" کے نام سے شروع کیا ہے۔ اس منصوبے کے مطابق لاہور کی 150 یونین کونسلز میں 150

واٹر فلٹریشن پلانٹس لگائے جائیں گے جن یونین کونسلوں میں واٹر فلٹریشن پلانٹس لگائے گئے ہیں اور مزید لگائے جائیں گے ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب بھر میں واٹر فلٹریشن پلانٹس پر کل رقم تقریباً13-ارب روپے خرچ ہوگی، معاہدے کے مطابق جس کمپنی کے ساتھ واٹر فلٹریشن پلانٹس لگائے جانے کا طے پایا ہے اس کو ابھی تک کسی پلانٹ کی قیمت ادا نہ کی گئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ 150یونین کونسلوں میں150 واٹر فلٹریشن پلانٹس لگائے جائیں گے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اب تک کتنی یونین کونسلوں میں واٹر فلٹریشن پلانٹس لگائے جا چکے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر!59واٹر فلٹریشن پلانٹس لگائے جا چکے ہیں اور 40یونین کونسلوں میں کام شروع ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز(الف) میں بتایا گیا ہے کہ یہ منصوبہ "صاف پانی سب کے لئے" کے نام سے شروع کیا گیا ہے۔ میں نے یہ سوال2008 میں دیا تھا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ منصوبہ کب شروع کیا گیا تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! لاہور میں لگائے جانے والے واٹر فلٹریشن پلانٹس کا منصوبہ2008 میں شروع کیا گیا تھا۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو جواب ایوان کی میز پر رکھا ہے اسے میں نے calculate کیا ہے اُس کے مطابق38پلانٹس لگے ہیں لیکن یہ 69 quote کر رہے ہیں اس لئے اپنے جواب سے ہی ان کی derogation ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ سوال 30-دسمبر 2008 کو یہاں جمع کیا گیا ہے اور اس کا جواب 21-مارچ 2011 کو آیا ہے جس کے مطابق یہ latest جواب ہے۔ میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے سوال یہ ہے کہ یہ agreement کس تاریخ کو ہوا ہے، agreement کے اندر اس کے لگنے کی مدت کتنی ہے اور زیادہ سے زیادہ کتنے پلانٹ install ہونے تھے کیونکہ یونین کونسل وار انہوں نے ایک پلانٹ کی بات کی ہے تو میرے notice کے مطابق اس سے

ہٹ کر بھی پلانٹ لگے ہیں kindly اس House کو بتایا جائے کہ یہ کنٹریکٹ کیا ہے، اس کنٹریکٹ کے مطابق زیادہ سے زیادہ کتنے لگنے ہیں اور انہوں نے جو 69 پلانٹ installed بتائے ہیں جبکہ وہ 38 ہیں اس کے بارے میں وضاحت فرمائیں؟

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ تمام ممبران ان کی بات سنیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبر کو تفصیلاً وضاحت کرنا چاہ رہا ہوں کہ لاہور میں لگائے جانے والے کسی پلانٹ کا بل ابھی مکمل ادا نہیں کیا البتہ معاہدے کی شق نمبر 33.1 کے تحت تمام پانچوں فرموں کو advance of mobilization پندرہ فیصد ادا کیا گیا ہے۔ اس منصوبے کے لئے وفاقی حکومت نے 12.2 بلین کے فنڈز بھی مہیا کرنے تھے جس میں سے ابھی تک صرف 3.8 بلین رقم وفاقی حکومت نے حکومت پنجاب کو مہیا کی ہے۔ بقایا رقم کے لئے حکومت پنجاب اور وفاقی حکومت کی منسٹری آف پلاننگ کمیشن کے درمیان خط وکتابت جاری ہے۔ اس سلسلے میں 03-10-2010 کو چیئرمین پراونشل پراجیکٹ سٹیئرنگ کمیٹی کی سربراہی میں ہوئی جس میں مندرجہ ذیل فیصلے کئے گئے۔ اس کے علاوہ advance of mobilization کسی فرم کو ادا نہیں کیا جائے گا۔۔۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! موصوف پارلیمانی سیکرٹری جو پڑھ رہے ہیں اس سے متعلقہ تو میرا سوال ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اُن کی بات غور سے سنیں پھر اس کا جواب دیں۔ انہوں نے آپ کو سوال کا جواب تفصیلی پڑھنے کے لئے نہیں کہا بلکہ انہوں نے پوچھا ہے کہ کیا کیا agreement تھے، کتنی مدت کے لئے تھے اور آپ نے اب تک کتنے پلانٹ لگا دیئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! انہوں نے اس کے متعلق پوری تفصیلات پوچھی ہیں کہ پورے لاہور میں 150 یونین کونسلوں میں 150 فلٹریشن پلانٹس لگنے تھے۔

جناب سپیکر: کیا ہر جگہ پر مکمل ہو گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! ابھی تک مکمل نہیں ہوئے۔ لاہور کی تمام یونین کونسلوں میں سے 59 یونین کونسلوں میں پلانٹس لگائے جا چکے ہیں جن میں سے سات میں کچھ تاخیر ہے اور باقی 52 پلانٹس بالکل ٹھیک کام کر رہے ہیں جبکہ 40 یونین کونسلوں میں پلانٹس لگانے کا کام زیر تکمیل ہے جس کی پوری تفصیلاً لسٹ میرے پاس موجود ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں ان سے سوال کچھ کر رہا ہوں اور جواب یہ کچھ اور دے رہے ہیں۔ میں نے گزارش یہ کی ہے کہ یہ کنٹریکٹ کب sign ہوا تھا اور اس کنٹریکٹ کی کوئی میعاد مقرر تھی کہ اتنی مدت کے اندر پلانٹ لگائے جائیں گے؟ جو یہ جواب پڑھ رہے ہیں اُس کا اس جواب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے 52 پلانٹس بالکل مکمل ہیں جبکہ جو جواب انہوں نے ایوان کی میز پر رکھا ہے اس کے اندر دیکھ کر counting کر لیں کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ 38 functional ہیں باقی سارے work in process ہیں یا ابھی تک start ہی نہیں ہوئے۔ کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے یہاں پر آنکھیں بند کی ہوئی ہیں یا ہم ایوان کے اندر بالکل بھی یہ نہیں دیکھ رہے کہ کیا جواب present کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: ذرا تسلی سے جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبران کو 52 پلانٹس مکمل طور پر کام کرتے ہوئے دکھا سکتا ہوں اور جب چاہیں یہ میرے ساتھ چل کر دیکھ سکتے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ کنٹریکٹ پر کیوں نہیں آ رہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! جہاں جہاں یہ working position میں ہیں اُن کی پوری تفصیل میرے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ counting کے مطابق 38 ہیں لیکن آپ کے مطابق 52 ہیں لہذا اس تضاد کو درست کریں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ بہت سنجیدہ معاملہ ہے اور ایک اہم کنٹریکٹ ہے جس کے تحت لوگوں کو پینے کا صاف پانی فراہم کرنا ہے۔ اس طرح response دینے سے بات نہیں بنے گی۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو یہ پتا نہیں ہے کہ جو information یا بیان یہاں House میں دے رہے ہیں اس میں کتنا بڑا تضاد ہے؟ میں نے گزارش یہ کی ہے کہ کنٹریکٹ کس تاریخ کا ہے، اُس کی تفصیلات کیا ہیں اور کتنی دیر میں کام مکمل ہونا تھا لیکن اس پر پارلیمانی سیکرٹری صاحب بالکل خاموش ہیں بلکہ یہ ہمیں کبھی اِس طرف کبھی اُس طرف لے جا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ وفاقی حکومت کی funded scheme ہے اس میں ہمارے پاس جتنی رقم آئی ہوئی ہے اُس کے مطابق ابھی ہم نے کام شروع کیا ہے جس کی وضاحت میں ایک دفعہ کر چکا ہوں اور اگر معزز ممبر چاہیں تو ایک دفعہ پھر میں انہیں وضاحت سے بتا دیتا ہوں۔ ہمارے پاس 3.8 بلین رقم آئی ہے جبکہ یہ رقم 12.2 بلین تھی جو ہمیں ابھی تک نہیں مل سکی۔ جب تک ہمیں یہ پوری رقم نہیں ملے گی تب تک یہ سارا کام مکمل نہیں ہو گا۔

جناب محمد نوید انجم: ضمنی سوال۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

MR. PERVEZ RAFIQUE: I am point of explanation.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا اس پر ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، اس پر کتنے ضمنی سوال ہونے ہیں؟ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ آپ سے یہ پوچھ رہے ہیں کہ آپ کا کنٹریکٹ کب ہوا تھا، کتنے عرصے کے لئے ہوا تھا اور کب تک یہ فلٹریشن پلانٹس کا کام مکمل ہو گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ وفاقی حکومت کا کنٹریکٹ ہے ہمارے پاس تو انہوں نے اس کے لئے فنڈز دینے ہیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ تمام ممبران تشریف رکھیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترم! اعجاز صاحب کا سوال آرہا ہے۔ میں نے آپ کو ابھی floor نہیں دیا، براہِ مہربانی مجھے ان کی بات سننے دیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ Chair نے یہاں پر واضح طور پر سوالات کو پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے سامنے repeat کیا ہے لیکن وہ absolutely subject پر جواب نہیں دے رہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس پر مزید وقت ضائع کرنے کے مترادف ہوگا، اس سوال کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ علیحدہ اُن کے ساتھ میٹنگ کر لیں لیکن کمیٹی کو refer نہیں ہوگا۔ جی، نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ ایک پلانٹ پر 15 سے 20 لاکھ روپے خرچ آتے ہیں۔ اس میں بہت سارے پلانٹس ایسے ہیں جو دو دو سال سے install ہو چکے ہیں لیکن چالو نہ ہیں۔ میں ایک دو نشاندہی کے لئے پڑھ دیتا ہوں۔ انہوں نے سیریل نمبر 43 پر عزیز بھٹی ٹاؤن کے فتح گڑھ میں حلقہ پی پی۔145 میں لکھا ہے کہ due to non provision of electricity and water supply connection. پلانٹ مکمل installed ہے اور اُس پر 18/20 لاکھ روپے خرچ آ چکے ہیں لیکن دو سال سے electricity کا میٹر install نہیں کروا سکے اور water supply کا connection بھی نہیں دے سکے جو میرے خیال میں ایک دن کے notice پر لگ جاتا ہے۔ اس طرح کے بہت سارے پلانٹس جو installed ہیں لیکن connection نہ لگنے کی وجہ سے غریبوں کی حق تلفی ہو رہی ہے۔ میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ ایسے پلانٹس جو install ہو چکے ہیں جن میں سے تین کی نشاندہی میں ابھی کر دیتا ہوں کہ سیریل نمبر 43,44 اور سیریل نمبر 56 پر ایسے پلانٹس ہیں جو موقع پر installed ہیں لیکن اگر وہاں پر صرف electricity کا connection لگ جائے تو وہ چالو ہو جائیں گے اور غریبوں کو صاف پانی ملنا شروع ہو جائے گا۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں کہ یہ دو سال سے بند پڑے ہوئے ہیں، مزید اسے کتنے سال بند رکھنا ہے اور کتنی دیر میں ان کو چالو کر دیں گے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! سیریل نمبر 43,44 اور 56 کے حوالے سے بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! اس سے پہلے بھی میں یہ وضاحت کر چکا ہوں کہ یہ حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت کی

معاونت سے منصوبہ تیار کیا ہے۔ جب تک ہمیں فنڈز مکمل نہیں ملیں گے تب تک ہم یہ سارے منصوبے مکمل نہیں کر سکتے۔ ابھی تک تو ہمیں وہاں سے 1/4 حصہ بھی پورا نہیں ملا۔

جناب سپیکر: کیا اب آپ کے پاس فنڈز نہیں ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں electricity کے connection کے لئے پیسے ابھی اپنے پاس سے دیتا ہوں لہذا یہ انہیں چالو کر دیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ electricity کا کام جلدی کروائیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں اس کی payment ابھی کرتا ہوں لیکن یہ وفاق کے اوپر نہ ڈالیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اشرف خان سوہنا: شکریہ۔ جناب سپیکر! اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب کچھ تیاری کر کے آئے ہوتے تو یقیناً وہ اس ایوان کو اس موضوع پر ضرور مطمئن کرتے۔ وفاقی حکومت نے چاروں صوبوں کی یونین کونسلوں میں واٹر فلٹریشن پلانٹس کی مد میں خطیر رقوم دی ہیں۔ ڈیڑھ سال قبل میں خود ڈائریکٹر جنرل لوکل گورنمنٹ سے ملا تو انہوں نے اس وقت ان پلانٹس کی تنصیب کے بعد third party کے تعین کا تذکرہ کیا جو اس کی valuation کرے جس کے بعد کنٹریکٹروں کو ادائیگی کی جائے گی۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ یہ بتائیں کہ پورے پنجاب کے لئے third party valuation inspection کے کنٹریکٹ ہو چکے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، ڈھلوں صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! چیئرمین (P&D) کی سربراہی میں کمیٹی بنی ہے جس کی شق نمبر 4 میں کہا گیا ہے کہ کسی قسم کی ادائیگی فرم کو نہیں کی جائے گی تاوقتیکہ third party validation نہیں ہو جاتی۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ بجلی اور واٹر سپلائی کا ان پلانٹس کو کنکشن کیوں نہیں لگ رہا کیونکہ third party valuation inspection کے کنٹریکٹ

ڈیڑھ سال سے مجھے معلوم ہے کہ اب تک نہیں ہوئے۔ پنجاب حکومت خدا کا خوف کرے کہ صرف ایک معاہدہ نہیں کر سکی اور سارا پنجاب محروم ہے۔ وفاقی حکومت نے 4۔ارب روپے پنجاب حکومت کو ادا کر دیئے ہیں جو کہ لوکل گورنمنٹ کے اکاؤنٹ میں ہیں لیکن پنجاب کے عوام سادہ اور صاف پانی پینے کو ترس رہے ہیں۔ میں آپ سے درخواست گزار ہوں کہ خدا کے لئے آپ اس پر کوئی فیصلہ لیں، یہ House کوئی فیصلہ لے اور ایوان کو بتایا جائے کہ third party valuation inspection کا agreement کتنے دنوں میں ممکن ہے تاکہ پنجاب کے عوام کو صاف پانی وفاقی حکومت کے پیسوں سے پلایا جا سکے؟

جناب سپیکر: جی، ڈھلوں صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! وفاقی حکومت نے 12.2 بلین روپے کے فنڈز میں سے 3.8 بلین روپے کے فنڈز مہیا کئے جبکہ ٹھیکیداروں کو وفاقی حکومت نے براہ راست کنٹریکٹ دے کر بھجوایا تھا۔ جب تک ہمارے پاس مکمل فنڈز نہیں پہنچتے تو ہم پنجاب میں یہ کام کیسے مکمل کر سکیں گے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے لوگوں کے ساتھ یہ وفاقی حکومت کی زیادتی ہے جو کہ تھوڑے سے پیسے دینے کے بعد اس سکیم کو properly ناکام اور غریب لوگوں کو صاف پانی کی فراہمی روکنے کی کوشش کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! حقائق کو مسخ کرنے سے بات نہیں بنے گی۔ وفاقی حکومت نے ان سکیموں کے حوالے سے صوبوں کو دی گئیں terms & conditions میں بڑا واضح لکھا ہے کہ جب تک وہ رقوم خرچ نہیں کی جائیں گی مزید رقوم صوبوں کو مہیا نہیں کی جائیں گی۔ میں یہاں پر کھڑا ہو کر ان سے کہتا ہوں کہ وفاقی حکومت کی طرف سے دیئے گئے 4۔ارب روپے ان کے پاس موجود ہیں تو یہ اسے کتنے دنوں یا مہینوں میں خرچ کریں گے؟ باقی 8/9۔ارب روپے کی فراہمی کی یقین دہانی میں انہیں کرواتا ہوں کہ وہ ہماری ذمہ داری ہے۔ 4۔ارب روپے تین سال سے پنجاب کے لوکل گورنمنٹ کے پاس پڑے ہوئے ضائع ہو رہے ہیں تو خدارا یہ ایسی باتیں کرنے کی بجائے یہاں پر اعلان کریں کہ کتنے دنوں میں third party valuation inspection agreement کر لیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! جو بات سوہنا صاحب نے فرمائی ہے تو یہ issue بالکل علیحدہ ہے۔ اگر سوہنا صاحب چاہیں گے تو اس معاملے کی مکمل تفصیلات ان تک بھی پہنچا دی جائیں گی اور اسے discuss بھی کر لیا جائے گا۔ معاملہ یہ ہے کہ لوگوں کو صاف پینے کا پانی فراہم کرنے کے لئے یعنی واٹر فلٹریشن پلانٹس کی تنصیب کے فنڈز وفاقی حکومت کے پاس موجود تھے جو کہ foreign aid تھی، پنجاب کو ٹرانسفر کئے گئے لیکن ہوا یہ کہ وفاقی حکومت نے ان فنڈز سے لگنے والے پلانٹس کی قیمتوں کا تعین اور فرموں و کمپنیوں کے ساتھ تمام terms & conditions خود ہی طے کرنے کے بعد ادھر بھیج دیئے کہ یہ فرمیں ہیں اور یہ قیمت ہے جس میں یہ لگائیں گے اور یہ پیسے ہیں جو آپ نے انہیں ادا کرنے ہیں۔ جب ان پلانٹس کی تنصیب ہوئی تو ایک پلانٹ کی قیمت 30 لاکھ روپے اور اگر وہ double ہو جائیں تو 80 لاکھ روپے جبکہ اسی معیار کا پمپ یا پلانٹ بازار اور مارکیٹ میں 6 لاکھ روپے کا دستیاب ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مارکیٹ میں وہ پمپ صرف 6 لاکھ روپے کا دستیاب ہے لیکن انہوں نے 30 اور 80 لاکھ روپے کا کنٹریکٹ کیا ہوا ہے۔ اب وہ پیسے انہوں نے اپنی پراپرٹی بیچ کر تو نہیں دیئے بلکہ وہ قوم اور عوام کے پیسے ہیں تو ہم کس طرح 6 لاکھ روپے کی چیز کے 30 لاکھ روپے ادا کر دیں؟ اصل مسئلہ یہ ہے جس پر سوہنا صاحب جس دن چاہیں میں تمام تفصیلات اور information لے آؤں گا اور یہ اس پر debate کر لیں۔ یہ اربوں روپے کا بہت بڑا فراڈ تھا جسے ہم نے روکا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! میں اس ایوان کے اندر کھڑے ہو کر یہ کہہ رہا ہوں کہ وزیر قانون نے جو تفصیلات ایوان کو بتائی ہیں وہ غلط ہیں اور میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ابھی اس ایوان کے معزز ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی کا تعین کریں جو اس سارے معاملے پر، جو باتیں میں نے کیں یا ادھر سے ہوئی ہیں ان کی تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کرے۔ مہربانی کر کے آپ اس ایوان کی ایک کمیٹی بنائیں جس میں ہم حقائق سامنے لے کر آئیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، میں کمیٹی بنا دوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس ایوان کی کمیٹی بنانے پر بھی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کوئی وقت مقرر کر لیں کہ یہ کتنا بڑا فراڈ اور کتنا بڑا سکینڈل تھا جو اوپر ہوا کہ 6 لاکھ روپے اور 30 لاکھ روپے میں آپ فرق دیکھ لیں۔ اس سکینڈل اور فراڈ کو expose کرنے کے لئے آپ وقت مقرر کر لیں اور یہاں اس معزز ایوان میں تمام معزز ممبران کے سامنے debate ہونی چاہئے۔ یہاں

ہم debate کے لئے بھی تیار ہیں اور اگر یہ کمیٹی بنانا چاہتے ہیں تو بے شک کمیٹی بنائیں۔ کمیٹی کے سامنے بھی ساری تفصیلات رکھ دیں گے اور یہ بہت بڑا سکینڈل ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بالکل سب کے سامنے debate ہو گی اور کمیٹی میں خود بناؤں گا۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! راناصاحب نے کمیٹی بنانے سے اتفاق کیا ہے تو آپ مہربانی کر کے کمیٹی بنائیں تاکہ حقائق سامنے آسکیں۔

جناب سپیکر: اس معاملے پر بحث کے لئے بدھ کے دن ایک گھنٹہ رکھ لیں۔

معزز ممبران: جی، ہاں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! بالکل بدھ کے دن آپ اس پر debate رکھیں لیکن میں یہ چاہوں گا کہ اس سے پہلے آپ کمیٹی تشکیل دیں جو سارا ریکارڈ دیکھے اور تمام چیزیں اس ایوان کے علم میں لے کر آئے۔

جناب سپیکر: چلیں، وہ بھی دیکھ لیتے ہیں، میں اس پر کمیٹی بھی بناؤں گا اور اس پر ایوان میں بھی ایک گھنٹہ بحث ہو گی۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نوانی صاحب! مجھے question کی طرف بھی آنے دیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! ایک بہت اہم بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جیسے راناصاحب نے فرمایا کہ ہمیں کمیٹی بنانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اگر کمیٹی بھی بنا دی جائے اور اس کی رپورٹ بھی House کے سامنے آجائے اور اس پر discussion ہو جائے۔ جب کمیٹی کی رپورٹ آجائے گی تو وہ ہر آدمی کے سامنے ہو گی پھر اس پر بحث ہو جائے۔ پھر یہ اندازہ ہو جائے گا کہ اس میں کہاں سچ ہے اور کہاں جھوٹ ہے؟ راناصاحب نے جو بات کی ہے وہ بڑے چیلنج کے ساتھ کی ہے اور facts پر کی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ) کا ہے۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! آپ کمیٹی تو announce کر دیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، میں اپنے طور پر کروں گا، آپ مجھ پر پابندی نہ لگائیں۔ چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ) موجود نہیں ہیں۔۔۔یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ) کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔۔۔dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ملک جلال الدین ڈھکو کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سوال نمبر 2838 ہے۔ Answer is taken as read

(معزز ممبر نے ملک جلال الدین ڈھکو کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع ساہیوال، محمد پور روڈ کی تعمیر نو

*2838: ملک جلال الدین ڈھکو: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع ساہیوال میں محمد پور روڈ کمپری ہنسو سکول ساہیوال سے لے کر اڈہ مائی والی مسجد تک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ سڑک جب سے بنی ہے اس کی مرمت محکمہ ہذا نے نہ کی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متعلقہ سڑک کی مرمت اور اس کی حالت بہتر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) اس سڑک کی کل لمبائی 15 کلومیٹر ہے۔ جس میں سے 2.5 کلومیٹر (7 تا 9.5) اور ایک کلومیٹر (12 تا 13) ضلعی حکومت ساہیوال نے 09-2008 میں مرمت کی ہے۔ اس کے بعد 2 کلومیٹر (13 تا 15) محکمہ پاک پی ڈبلیو ڈی نے بھی 09-2008 میں مرمت کی ہے۔ اس کا بقیہ حصہ عدم دستیابی فنڈز مرمت نہ ہو سکا ہے۔

(ج) ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ساہیوال اس سڑک کو مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔فنڈز کی فراہمی پر اس سڑک کی مرمت کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! ذرا آپ تشریف رکھیں۔ سپیکر گیلری میں ہمارے honourable اختر چودھری صاحب ڈپٹی سپیکر نارویئن پارلیمنٹ اور ان کے ساتھ Mr. Robbert Devert ہیں۔ This Excellency Ambassador of Norway ہم ان کو welcome کرتے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ! ذرا خیال کیجئے، بڑی مہربانی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ یہ سڑک جب سے بنی ہے کیا محکمہ نے اس کی مرمت کی ہے؟ اس کا جواب محترم پارلیمانی سیکرٹری ذرا پڑھ کر سنا دیں کہ یہ ٹوٹل کتنے کلومیٹر تھے اور اس میں سے کتنے کلومیٹر رہ گئے ہیں؟ بے شک یہ سال نہ بتائیں۔ پھر میں اپنا دوسرا ضمنی سوال بعد میں کروں گی۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! اس سڑک کی کل لمبائی 15 کلومیٹر ہے جس میں سے 2.5 کلومیٹر اور ایک کلومیٹر ضلعی حکومت ساہیوال نے مرمت کی ہے جبکہ 2 کلومیٹر محکمہ پاک PWD نے کی ہے۔ میرے حساب کے مطابق ساڑھے پانچ کلومیٹر مکمل ہو چکی ہے اور ساڑھے نو کلومیٹر رہتی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ان کا حساب بالکل غلط ہے کیونکہ جب 15 میں سے 5 نکالتے ہیں تو باقی 10 بچتا ہے۔ بہر حال میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جب 15 کلومیٹر کی ایک سڑک بنائی گئی تو definitely پہلے اس کا ایک estimate لگایا گیا ہوگا۔ جب ڈسٹرکٹ گورنمنٹ میں کوئی بھی ترقیاتی کام ہوتا ہے، کوئی سڑک بنتی ہے، کوئی نالہ اور کھالہ بنتا ہے تو سب سے پہلے اس کا estimate بنایا جاتا ہے۔ پھر فنانس ڈیپارٹمنٹ بجٹ allocate کرتا ہے اور اس کے بعد اس کی construction شروع ہوتی ہے۔ جب 15 کلومیٹر میں سے ساڑھے نو یا 10 کلومیٹر کے لئے ان کے پاس پیسے نہیں بچے تو انہوں

نے کس طرح سے کام شروع کرادیا؟ 09-2008 میں آدھی سڑک ایک پیچ بنایا گیا، چار مہینے کے بعد دوسرا پیچ بنایا گیا۔ جب پوری سڑک بنانے کے لئے ان کے پاس پیسے آئیں گے تب تک پہلے کے پیچ بھی تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ قوم کی امانت، قوم کا پیسا اور قوم سے حاصل شدہ ٹیکس کو کس طرح سے بے دریغ لٹایا جارہا ہے۔ جناب پارلیمانی سیکرٹری اس کی وضاحت فرمائیں کہ بغیر پیسوں کے سڑک کیوں شروع کرائی گئی اور کس پالیسی کے تحت شروع کرائی گئی؟

جناب سپیکر: کچھ منصوبہ جات long term ہوتے ہیں اور کچھ short term ہوتے ہیں۔ اس حساب سے انہوں نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے کیونکہ ایک دم تو نہیں ہو سکتا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! ضلعی حکومت کے پاس جتنا فنڈ موجود تھا اس کے مطابق جتنا سڑک کا حصہ زیادہ خراب تھا اس کو ایک دفعہ مرمت کیا گیا اور دوسرے حصے کو اس کے بعد مرمت کیا گیا۔ چونکہ فنڈ کے مطابق ہی کام کرنا ہوتا ہے، جب 15 کلومیٹر کے لئے فنڈ موجود نہیں تھا اس لئے پوری سڑک نہیں بنائی گئی تھی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو یہ گزارش کی ہے کہ میں پانچ سال ڈسٹرکٹ گورنمنٹ میں رہ چکی ہوں۔ میں اپنی سڑکیں، نالے اور کھالے بنوا چکی ہوں۔ یہ شاید اوپر سے نازل ہوئے ہیں اس لئے ان کو procedure کا پتا نہیں ہے۔ اگر ایک لاکھ روپے کا بھی کام شروع ہو تو اس کے لئے surveyor جاکر survey کرتا ہے، estimate بنتا ہے اور پھر فنڈز release ہوتے ہیں۔ جب تک فنانس ڈیپارٹمنٹ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو فنڈز release نہیں کرتا تب تک اس سڑک پر کام شروع نہیں ہو سکتا۔ ڈسٹرکٹ آفیسر work order جاری نہیں کرتا۔ یہ 15 کلومیٹر کی سڑک کس پالیسی کے تحت بنائی گئی کیونکہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ میں ایسی کوئی پالیسی نہیں ہے۔ I can challenge, I can assure you. کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی ایسی کوئی پالیسی نہیں ہے کہ بغیر پیسوں کے آپ سڑک شروع کرادیں۔ جو مجاز آفیسر تھا پیسوں کے بغیر، DDC کی approval کے بغیر اگر اس نے work order issue کیا ہے تو کیا محکمے نے اس کے خلاف کارروائی کی ہے، اگر نہیں کی تو کیوں نہیں کی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! جہاں سے سڑک زیادہ خراب تھی فنڈز کے مطابق اس کو وہاں سے مرمت کیا گیا۔

جناب سپیکر: چلیں، بس ٹھیک ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ پیسا قوم کی امانت ہے، صوبہ پہلے ہی overdraft پر چل رہا ہے۔ میں نے جناب کی خدمت میں گزارش کی ہے کہ جب تک DDC کی approval نہیں ہوتی، جب تک فنانس ڈیپارٹمنٹ سے approval نہیں ہوتی وہ پیسے چاہے -/2 روپے ہوں یا -/10 روپے ہوں اس پر کام شروع نہیں ہو سکتا۔ یہ کون سی پالیسی ہے، اس پالیسی کی dictation کے بغیر مجھے وضاحت فرمائیں؟ میری محترم منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ وہ پارلیمانی سیکرٹری کو dictation نہ دیں، ان کو جواب دینے دیں اور ان کو mature ہونے دیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ maintenance funds سے سڑک مرمت ہوتی ہے۔ جتنا حصہ وہاں پر موجود تھا maintenance funds کے مطابق اس کو مرمت کیا گیا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کے علم میں آنا کافی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جب patch work کروانا ہو تو اس کا علیحدہ سے estimate بنتا ہے جس کی maximum limit پانچ لاکھ روپے ہوتی ہے جو DO-1, DO-2 یا DO-3 کر سکتا ہے۔ یہ 15 کلو میٹر کی سڑک ہے اور کہیں بھی نہیں لکھا ہوا ہے کہ یہ patch work ہے۔ اس کو دو تین heads میں ضرور مکمل کیا گیا لیکن یہ patch work نہیں ہے۔ اس کے بارے میں جب اس کا ٹینڈر دیا جاتا ہے تو لکھا جاتا ہے کہ "تعمیر سڑک" جب patch work ہوتا ہے تو لکھا جاتا ہے "مرمت و بحالی" مجھے اس کی وضاحت فرمائیں؟

جناب سپیکر: انہوں نے یقیناً ایسا ہی کیا ہو گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں ان کے علم میں اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ ایک maintenance fund ہوتا ہے جس سے سڑکوں کو مرمت کیا جاتا ہے۔ یہ سب ضلعوں میں ہوتا ہے، پتا نہیں ان کے ضلع میں نہ ہو۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

سید ابرار حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ patch work کہاں سے آگیا ہے، patch work تو اس وقت ہوتا ہے جب کوئی سڑک پہلے بنی ہوئی ہو۔

جناب سپیکر: آپ کو پتا ہی نہیں ہے کہ وہ سڑک بنی تھی یا نہیں بنی تھی؟ شاہ صاحب! پہلے آپ اس کو پڑھ لیں پھر بات کرنا۔

جناب سپیکر: جی، آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ clear کروایا جائے کہ 15 کلو میٹر سڑک long term منصوبہ میں شمار ہوتی ہے یا short term منصوبہ میں شمار ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میرے خیال میں معزز ممبر نے اس کو غور سے نہیں پڑھا، جو سڑک جہاں سے زیادہ خراب ہوتی ہے M&R کے فنڈ سے اس کو مرمت اور ٹھیک کیا جاتا ہے۔ یہ M&R کے فنڈ میں سے ہی سڑک بنی ہے اور اس کے مطابق جہاں سے زیادہ خراب تھی اس کو بنوایا گیا۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

پی پی۔74 چنیوٹ میں سڑکوں کی تعمیر نو

*618: سید حسن مرتضیٰ: کیاوزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی۔74 چنیوٹ میں ضلعی حکومت اور ڈسٹرکٹ ہائی وے کی کون کون سی سڑکیں ہیں، ان کے نام اور لمبائی بیان کریں؟

(ب) ان سڑکوں کی تعمیر و مرمت کے لئے یکم جنوری2002 سے آج تک کتنی رقم کس کس سڑک پر خرچ ہوئی ہے؟

(ج) اس وقت کون کون سی سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور ناقابل استعمال ٹریفک ہیں؟

(د) حکومت ان سڑکوں کی از سر نو تعمیر کے لئے کیا اقدامات اٹھارہی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پی پی۔74 چنیوٹ میں سڑکوں کے نام اور لمبائی کی فہرست تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع چنیوٹ یکم جولائی2009 کو معرض وجود میں آیا اس سے پہلے پی پی۔74 ضلع جھنگ میں تھا۔ ضلعی حکومت جھنگ نے یکم جنوری2002 سے جون2009 تک حلقہ پی پی۔74 میں سڑکات کی مرمت پر مبلغ2.013 ملین روپے خرچ کئے جن کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ضلعی حکومت چنیوٹ نے جولائی2010 سے اب تک اس حلقہ میں سڑک دولت پور تا لنگڑا موڑ لمبائی 0.56 کلو میٹر کی مرمت کی جس پر تقریباً1.055 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(ج) اس حلقہ میں درج ذیل سڑکیں زیادہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں:۔

1۔ رجوعہ تاواسا بوسٹر سٹیشن لمبائی9 کلو میٹر

2۔ چنیوٹ فیصل آباد روڈ تا چاہ میراں والا لمبائی8 کلو میٹر

3۔ امین پور جنڈوالا لمبائی22 کلو میٹر

(د) اس مالی سال 11-2010 کے دوران ضلع چنیوٹ میں ADP پروگرام نہ ہے اور پی پی۔74 چنیوٹ کی اہم سڑکوں کو سالانہ مرمت برائے سال 11-2010 کے فنڈز کو مدنظر رکھتے ہوئے تجویز کیا جائے گا۔

لاہور پی پی۔144 یو سی 38 بابانواوالہ چوک سے سید مل سڑک کی تعمیر

*885: جناب وسیم قادر: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔144 یو سی۔38 بابانواوالہ چوک سے لے کر سید مل چوک تک سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے ؟

(ب) کیا حکومت اس سڑک کو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک ؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پی پی۔144 یو سی۔38 بابانواوالہ چوک سے لے کر سید مل چوک تک سڑک مختلف جگہوں سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔

(ب) سڑک بابانواوالہ چوک سے لے کر سید مل چوک تک سڑک کی تعمیر کا تخمینہ مالیتی مبلغ -/4545000 روپے مرتب کر دیا گیا ہے۔ مذکورہ سڑک کی تعمیر ٹی ایم اے واہگہ ٹاؤن کے رواں مالی سال کے ترقیاتی بجٹ 09-2008 میں شامل نہ ہے۔ محدود وسائل اور ترقیاتی فنڈز کی کمی کے پیش نظر واہگہ ٹاؤن مذکورہ سڑک کی تعمیر سے قاصر ہے۔ البتہ اگر مذکورہ سڑک کے لئے متذکرہ بالا فنڈز گورنمنٹ کی طرف سے واہگہ ٹاؤن کو مل جائیں تو سڑک کی تعمیر کروائی جا سکتی ہے۔

لاہور میں ٹی ایم او کی بھرتی و دیگر تفصیلات

*1535: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2002 تا سال 2005 لاہور میں کتنے ٹی ایم اوز کو بھرتی کیا گیا ہے ؟

(ب) لاہور شہر میں کتنے ٹی ایم اوز ہیں ان کے نام اور عہدہ کی تفصیل فراہم کی جائے ؟

(ج) کیا مذکورہ ٹی ایم اوز کو پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کیا گیا ہے ؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سال2002تا سال2005تک40ٹی ایم اوز کو بھرتی کیا گیا۔ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) لاہور شہر میں تعینات ٹی ایم اوز کی تعداد 9 ہے جن کے نام اور عہدہ کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تمام ٹی ایم اوز کو محکمانہ طور پر بھرتی کیا گیا اور کوئی بھی ٹی ایم او بذریعہ پبلک سروس کمیشن بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

لاہور میں گھوسٹ سینٹری ورکروں کی بھرتی

*1536: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹی ایم اے لاہور میں گھوسٹ سینٹری ورکروں کو بھرتی کر کے ان کی مد میں کروڑوں روپیہ وصول کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان گھوسٹ سینٹری ورکروں کے خلاف ابھی تک کوئی کارروائی نہ کی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے ابھی تک اس میں ملوث افراد کے خلاف قواعد کے مطابق کارروائی نہ کی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) بمطابق رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر (سالڈ ویسٹ مینجمنٹ) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں کوئی گھوسٹ ورکر نہ ہے۔ کیونکہ عملہ صفائی کی حاضری روزانہ چیک کی جاتی ہے اور بمطابق حاضری رپورٹ تنخواہ کی ادائیگی بذریعہ بنک اکاؤنٹ کی جاتی ہے جس سے گھوسٹ سینٹری ورکر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ٹی ایم ایز سے حاصل کی گئی رپورٹ حسب ذیل ہے:۔

1- راوی ٹاؤن:

سینی ٹیشن کا نظام ٹی ایم اے راوی ٹاؤن کے پاس ہے۔ بلکہ اسے محکمہ سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کنٹرول کرتا ہے اس لئے گھوسٹ سینٹری ورکروں کی بھرتی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

-2 شالامار ٹاؤن:

ٹی ایم اے نے آج تک علاقہ کی صفائی کے لئے کوئی سینٹری ورکر بھرتی نہ کیا ہے۔

-3 واہگہ ٹاؤن:

واہگہ ٹاؤن میں سینٹری ورکرز کی صرف دو اسامیاں ہیں جن کے مطابق عملہ تعینات ہے۔

-4 عزیز بھٹی ٹاؤن:

متعلقہ نہ ہے۔

-5 داتا گنج بخش ٹاؤن:

متعلقہ نہ ہے۔

-6 گلبرگ ٹاؤن:

متعلقہ نہ ہے۔

-7 سمن آباد ٹاؤن:

متعلقہ نہ ہے۔

-8 اقبال ٹاؤن:

اقبال ٹاؤن لاہور کے شعبہ سلاٹر House میں کل 19 پوسٹیں ہیں جن پر 17 سینٹری ورکرز تعینات ہیں جن کی حاضری کی چیکنگ وٹرنری آفیسران کی زیر نگرانی ہوتی ہے اور حاضری رپورٹ کے مطابق تنخواہ کی ادائیگی بذریعہ بنک کی جاتی ہے جس سے گھوسٹ سینٹری ورکرز کو ادائیگی ناممکن ہے۔

-9 نشتر ٹاؤن:

ٹی ایم اے نشتر ٹاؤن میں دو سینٹری ورکرز بطور چارج رکھے گئے ہیں جو روزانہ کی بنیاد پر دفتر کی صفائی ستھرائی کا کام کرتے ہیں ماہانہ تنخواہیں ان کے بنک اکاؤنٹس میں جمع کروائی جاتی ہیں۔ٹی ایم اے میں کوئی گھوسٹ سینٹری ورکر بھرتی نہ ہے۔

(ب) بمطابق رپورٹ سٹی گورنمنٹ و جملہ ٹاؤن ہائے کوئی گھوسٹ سینٹری ورکر بھرتی نہ ہے لہذا گھوسٹ سینٹری ورکر کے خلاف کارروائی کا جواز نہ ہے۔

(ج) جیسا کہ جز(الف)اور(ب)میں درج ہے کہ کوئی گھوسٹ سینٹری ورکر بھرتی نہ ہوا ہے اس لئے کسی بھی گھوسٹ سینٹری ورکر کے خلاف قواعد کے مطابق کارروائی کا جواز نہ ہے۔

ضلعی حکومت پاکپتن کی سالانہ گرانٹ ودیگر تفصیلات

*2528: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلعی حکومت پاکپتن کو یکم جولائی 2005 سے 31- دسمبر 2008 تک کتنی گرانٹ سالانہ صوبائی حکومت کی طرف سے موصول ہوئی مدوار تفصیل بیان کریں؟

(ب) ضلعی حکومت نے یہ گرانٹ کس کس ترقیاتی منصوبہ پر خرچ کی، ان منصوبہ جات کے نام اور تخمینہ لاگت بیان کریں؟

(ج) کتنی رقم غیر ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی، تفصیل بیان کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلعی حکومت پاکپتن کو 31- جولائی 2005 سے 31- اگست 2008 تک موصول ہونے والی سالانہ گرانٹ کی تفصیل درج ذیل ہے جس کی مدوار سالانہ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

1	یکم جولائی 2005 تا 30 جون 2006	379.678 ملین روپے
2	یکم جولائی 2006 تا 30 جون 2007	284.789 ملین روپے
3	یکم جولائی 2007 تا 31 دسمبر 2008	500.299 ملین روپے
	میزان	1164.766 ملین روپے

(ب) ضلعی حکومت پاکپتن کو صوبائی حکومت کی طرف سے کل موصولہ ترقیاتی گرانٹس 1010.401 ملین روپے اور اخراجات 727.516 ملین روپے ہیں جس کی سال وار ترقیاتی منصوبہ جات کی تفصیل اور تخمینہ لاگت تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ سال وار ترقیاتی گرانٹس کی وصولی اور اخراجات درج ذیل ہیں:-

1	یکم جولائی 2005 تا 30 جون 2006	338.247 ملین روپے
2	یکم جولائی 2006 تا 30 جون 2007	208.857 ملین روپے
3	یکم جولائی 2007 تا 31 دسمبر 2008	463.297 ملین روپے
	میزان	1010.401 ملین روپے

(ج) غیر ترقیاتی گرانٹس کی سال وار وصولی درج ذیل ہے اور اخراجات 128.903 ملین روپے ہیں جس کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

1	یکم جولائی 2005 تا 30 جون 2006	41.431 ملین روپے
2	یکم جولائی 2006 تا 30 جون 2007	75.935 ملین روپے

3	یکم جولائی2007تا31دسمبر2008	37.002ملین روپے
	میزان	154.368ملین روپے

ضلعی حکومت پاکپتن- ٹھیکہ جات ودیگر تفصیلات

*2529: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلعی حکومت پاکپتن اپنے بجٹ کا کتنے فیصد اور کون کون سی مد میں اپنے ذرائع سے وسائل پیدا کرتی ہے، تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) ضلع حکومت پاکپتن کون کون سے ٹھیکہ جات برائے حصول وسائل جاری کرتی ہے، ان کی تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) ضلع حکومت پاکپتن نے یکم جولائی2005 سے یکم جنوری2009 تک کون کون سے ٹھیکہ جات کن کن لوگوں یا پارٹیوں کو کتنی کتنی رقوم کے دیئے ہیں اور ان میں سے کتنی وصولیاں ہوئی ہیں اور کتنے بقایا جات ہیں اور کتنی رقوم کن کن پارٹیوں کو معاف کر دی گئی ہیں، تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلعی حکومت پاکپتن کے ذرائع آمدن کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	سال	تخمینہ بجٹ سالانہ آمدن (ملین)	تخمینہ بجٹ لوکل آمدن (ملین)	فیصد بجٹ (ملین)	ذرائع آمدن
1	2005-06	1313.126	18.840	1.43%	ٹال ٹیکس، لوکل ریٹ، لائسنس فیس، پرچی فیس بابت رورل، ویٹرنری ڈسپنسر، کرایہ آلات، واٹر مینجمنٹ، بلڈنگ و روڈ، جرمانہ جات، بقایا جات سابقہ سال وغیرہ
2	2006-07	2143.328	19.951	0.931%	-ایضاً-
3	2007-08	2441.324	18.983	0.777%	-ایضاً-
4	2008-09	3077.894	17.472	0.568%	-ایضاً-

(ب) ضلعی حکومت پاکپتن ٹال ٹیکس کا سالانہ ٹھیکہ جاری کرتی تھی جو کہ مورخہ 31-12-08 سے حکومت پنجاب کی ہدایت کے مطابق ختم ہو چکا ہے- تفصیلات جز (ج) میں ملاحظہ فرمائیں-

(ج) ضلعی حکومت پاکپتن کے نیلام کردہ ٹھیکہ جات از جولائی2005 تا جنوری2009 کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام مد ٹھیکہ	سال	نام ٹھیکیدار	رقم ٹھیکہ (ملین روپے)	وصولی رقم (ملین روپے)	بقایاجات (ملین روپے)	معافی
1	ٹال ٹیکس تحصیل پاکپتن	2005-06	محمد سلیم ولد محمد	3.501	3.102	0.611	–
2	ٹال ٹیکس تحصیل عارف والہ	2005-06	لیاقت علی ولد	1.926	1.926	–	–
3	ٹال ٹیکس تحصیل پاکپتن	2006-07	خالد حسین ولد	2.820	2.820	–	–
4	ٹال ٹیکس تحصیل عارف والہ	2006-07	محکمانہ وصولی	–	2.541	–	–
5	ٹال ٹیکس تحصیل پاکپتن	2007-08	نذیر احمد ولد محمد	3.050	1.922	–	–
6	ٹال ٹیکس تحصیل عارف والہ	2007-08	لیاقت علی ولد	4.810	2.697	–	–

نوٹ:

-1 ٹال ٹیکس تحصیل پاکپتن سال2005-06 کے بقایاجات کی وصولی کے لئے لینڈ ریونیو ایکٹ کے تحت ڈیمانڈ قائم کر دی گئی ہے۔

-2 ٹھیکہ جات سال2007-08 کی مکمل وصولی گورنمنٹ آف پنجاب کے ٹال ٹیکس ختم کئے جانے کی بناء پر نہ کی گئی۔

لاہور میں روڈ کٹس کی تکمیل و دیگر تفصیلات

*2850: محترمہ سکینہ شاہین خان: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

سال2007–08 میں جو روڈ کٹ سٹی گورنمنٹ لاہور نے مکمل کئے ان کی تفصیل فراہم کریں، ادھورے روڈ کٹ حکومت کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تاریخ، وجہ اور تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

سال2007–08 میں ورکس اینڈ سروسز ڈیپارٹمنٹ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں روڈ کٹس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	سال	مکمل روڈ کٹ کی تفصیل
1	2007	روڈ کٹ کرنا برائے OFC کیبل بچھانا سروس روڈ جیل روڈ
2	2007	روڈ کٹ کرنا چار انچ ڈایا گیس پائپ لائن بچھانا بذریعہ بورنگ برائے ایمپریس سی این جی، 25 ایمپریس روڈ۔

3	2007-08	مکمل روڈکٹ بسی موڑ شادی پورہ بند روڈ، لاہور
4	"	روڈکٹ بیدیاں روڈ کلو میٹر نمبر 21، 22 لاہور
5	"	روڈکٹ سامنے سٹی ہوٹل وحدت روڈ لاہور مسلم ٹاؤن
6	"	روڈکٹ سامنے سٹی ہوٹل وحدت روڈ لاہور مسلم ٹاؤن
7	2007-08	روڈکٹ بر کی روڈ گرین سٹی سے ہڈیارہ گاؤں، سوئی نادرن گیس پائپ لائن
8	"	روڈکٹ کراسنگ "6 پائپ کچا برم نزد بھٹی فارم بیدیاں روڈ، لاہور
9	"	روڈکٹ کراسنگ "6 پائپ کچا برم مین بیدیاں روڈ، بعد ایک کلو میٹر، لاہور
10	"	بحالی انڈر گراؤنڈ بورنگ برائے کراسنگ سوئی گیس پائپ برائے پی ایس او فلنگ سٹیشن، وحدت روڈ لاہور
11	"	بحالی انڈر گراؤنڈ بورنگ برائے کراسنگ ورلڈ کال کیبل، وحدت روڈ لاہور
12	2008	روڈکٹ برائے سوئی گیس پائپ بچھانا فیض باغ کالونی (گوگا پیر)
13	2008	روڈکٹ کیبل بچھانا برائے ملتان چونگی تا ٹھوکر نیاز بیگ

کوڑا اٹھانے والے ٹرکوں پر ترپال ڈالنے کی تفصیلات

*2851: **محترمہ سکینہ شاہین خان:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلعی حکومت لاہور کے کوڑا کرکٹ اٹھانے والے ٹرک کوڑے کو ترپال سے نہیں ڈھاپنتے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹرکوں پر ترپال نہ ڈالنے کی وجہ سے کوڑا کرکٹ سڑکوں پر گرتا رہتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مٹی اور ریت کی ٹرالیاں بھی شہر کی سڑکوں پر ترپال کے بغیر چلتی ہیں جس سے مٹی اور ریت اڑتی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان مسائل کے حل کے لئے کوئی مؤثر اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ کوڑا کرکٹ اٹھانے والے ٹرک کوڑے کو ترپال سے نہیں ڈھانپتے بلکہ تمام ٹرک ڈرائیوران کو کوڑا کرکٹ ڈھانپنے کے لئے جال مہیا کئے گئے ہیں اور ان کو سختی سے ہدایت کی گئی ہے کہ وہ کوڑے کی آمد و رفت کے دوران اس کو جال سے ڈھانپ کر رکھیں۔

(ب) چونکہ ترپال جلد پھٹ جاتے تھے جو کہ سرکاری مال کا ضیاع ہے تاہم کوڑا کرکٹ کو ڈھانپنے کے لئے جال استعمال کیا جاتا ہے اور یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ کسی ڈرائیور کی کوتاہی سے جال درست نہ لگنے کی وجہ سے کوڑا کرکٹ سڑک پر جا گرتا ہو۔

(ج) جہاں تک ریت اور مٹی کی ٹرالیوں کا سڑک پر بغیر ترپال کے چلنے کا تعلق ہے تو محکمہ ٹریفک پولیس اس سلسلے میں ضروری کارروائی کرنے کا ذمہ دار ہے۔

(د) شعبہ سالڈ ویسٹ مینجمنٹ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے تمام کوڑا کرکٹ اٹھانے والی گاڑیوں کے ڈرائیوران کو ہدایت کی ہے کہ وہ کوڑا کرکٹ کو مناسب طریقے سے ڈھانپیں اور کوڑا کرکٹ کے سڑک پر نہ گرنے کو یقینی بنائیں۔

گوگا لنک روڈ کامونکی ضلع گوجرانوالہ کی تعمیر و مرمت

*2960: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل کامونکی سے گوگا لنک روڈ مکمل طور پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور آئے روز علاقے کے لوگوں کے ٹریکٹر ٹرالی وغیرہ کئی کئی روز تک پھنسے رہتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گوگا لنک روڈ 2003 میں مرمت کروائی گئی تھی اور اس کے بعد آج تک اس کا پیچ ورک نہ ہو سکا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گوگا لنک روڈ تحصیل کامونکی ضلع گوجرانوالہ کو مرمت کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) مذکورہ سڑک کی مرمت کے لئے تخمینہ لاگت کے مطابق پچانوے لاکھ روپے دستیاب ہونے پر سڑک کی مرمت کر دی جائے گی۔

سیالکوٹ شہر میں واٹر سپلائی سکیموں کی تفصیلات

*3200: رانا آصف محمود: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سیالکوٹ شہر میں واٹر سپلائی کی سکیموں پر سال08۔2007اور09۔2008کے دوران کتنی رقم خرچ ہوئی،ان سکیموں کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ب) ان میں سے کتنی مکمل ہو چکی ہیں اور کتنی ابھی تک نامکمل ہیں؟

(ج) نامکمل سکیمیں کب تک مکمل ہوں گی؟

(د) موجودہ سال میں اس شہر کی آبادی کے لئے مزید کتنی واٹر سپلائی کی سکیمیں شروع کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مکمل ہیں۔

(ج) NIL

(د) شہر سیالکوٹ میں علاقائی ضروریات کے تحت قبل ازیں کافی تعداد میں ٹیوب ویل (واٹر سپلائی) نصب ہیں اور موجودہ سال 11-2010 میں ایک عدد مزید ٹیوب ویل کی تنصیب کا ٹینڈر ہوا ہے اور موقع پر کام جاری ہے نیز شہر سیالکوٹ میں پانی کی قلت نہ ہے۔

سیالکوٹ شہر میں واٹر سپلائی کے ٹیوب ویلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3201:رانا آصف محمود:کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سیالکوٹ شہر میں کتنے ٹیوب ویل کس کس جگہ واٹر سپلائی کے لئے نصب ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے چالو اور کتنے کب سے بند پڑے ہیں؟

(ج) ان ٹیوب ویلوں سے روزانہ کتنے گیلن پانی فراہم کیا جا رہا ہے؟

(د) اس شہر میں مزید کتنے ٹیوب ویل لگانے کی ضرورت ہے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) کل 86 ٹیوب ویل نصب ہیں۔جس میں سے 15 عدد ٹیوب ویل پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے نصب شدہ ہیں جو کہ ابھی تک ٹی ایم اے نے take over نہ کئے ہیں تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ٹی ایم اے کے تمام ٹیوب ویل چالو ہیں۔

(ج) 2,94,12,000 گیلن

(د) آبادی کے لحاظ سے مزید ضرورت نہ ہے۔

یو سی 76 گڑھی شاہو لاہور 08-2007 میں ترقیاتی منصوبوں کے لئے دی گئی رقم و دیگر تفصیلات

*3220: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یو سی۔76 گڑھی شاہو لاہور کو سال 08-2007 کے دوران کتنی رقم حکومت کی طرف سے فراہم کی گئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم کن کن عوامی فلاح کے منصوبوں پر خرچ ہوئی ان منصوبہ جات کے نام، تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) کتنی رقم کن کن سڑکوں کی تعمیر پر خرچ ہوئی، ان سڑکوں کے نام اور خرچ کردہ رقم کی تفصیل بتائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یو سی۔76 گڑھی شاہو لاہور کو سال 09-2008 کے دوران -/20,90,640 روپے کی رقم حکومت کی طرف سے فراہم کی گئی۔

(ب) ان سالوں کے دوران -/12,00,000 روپے کی رقم عوامی فلاح کے منصوبوں پر خرچ ہوئی، یو سی کو زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ روپے تک کی رقم ایک منصوبہ پر خرچ کرنے کی اجازت ہے۔اسی حساب سے یو سی نے قوانین کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف عوامی منصوبہ جات پہ رقم خرچ کی۔منصوبوں کے نام اور تخمینہ لاگت درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	نام منصوبہ جات	تخمینہ لاگت
1	تعمیر جنگلہ چلڈرن پارک لاریکس کالونی عقب گرڈ سٹیشن	-/1,00,000 روپے
2	تعمیر و مرمت مین ہول گلی گریڈنگ تبدیلی گڑھے ڈھکن	-/1,00,000 روپے
3	تعمیر چلڈرن پارک عقب گرڈ سٹیشن بقیہ حصہ	-/1,00,000 روپے
4	تعمیر پی سی سی لاریکس کالونی سائیڈ روڈ	-/1,00,000 روپے
5	تعمیر پی سی سی بالمقابل ریلوے لائن لاریکس کالونی	-/1,00,000 روپے

6	تعمیر پی سی سی بقیہ حصہ بالمقابل ریلوے لائن لار یکس کالونی	1,00,000/- روپے
7	تعمیر پی سی کراچی پھاٹک کے پاس مین روڈ لار یکس کالونی	1,00,000/- روپے
8	تعمیر سیوریج لنک گلی احاطہ شنکر داس	1,00,000/- روپے
9	تعمیر ولگانا ٹف ٹائیل احاطہ شنکر داس لین گلی	1,00,000/- روپے
10	لگانا ٹف ٹائیل بقیہ حصہ ولنک گلی احاطہ شنکر داس	1,00,000/- روپے
11	لگانا ٹف ٹائیل اندرون گلی شنکر داس لنک علامہ اقبال روڈ	1,00,000/- روپے
12	لگانا ٹف ٹائیل لنک علامہ اقبال روڈ لنک گلیاں	1,00,000/- روپے

(ج) چونکہ یو سی کے اختیار میں ایک وقت میں -/1,00,000 سے زیادہ خرچ کرنے کی اجازت نہ ہے اس لئے یو سی نے سڑکیں تعمیر کی ہیں بلکہ سوال کے جز (ب) میں دیئے گئے چھوٹے چھوٹے عوامی منصوبوں کو مکمل کیا ہے۔

یو سی۔76 گڑھی شاہو لاہور، 09-2008 میں فراہم کی گئی گرانٹ ودیگر تفصیلات

*3221: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یو سی۔76 گڑھی شاہو لاہور کو سال 09-2008 کے دوران کتنی رقم حکومت کی طرف سے فراہم کی گئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم کن کن عوامی فلاح کے منصوبوں پر خرچ ہوئی، ان منصوبہ جات کے نام، تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) کتنی رقم کن کن سڑکوں کی تعمیر پر خرچ ہوئی، ان سڑکوں کے نام اور خرچ کردہ رقم کی تفصیل بتائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یو سی۔76 گڑھی شاہو لاہور کو سال 09-2008 کے دوران -/20,90,640 روپے کی رقم حکومت کی طرف سے فراہم کی گئی۔

(ب) ان سالوں کے دوران -/12,00,000 روپے کی رقم عوامی فلاح کے منصوبوں پر خرچ ہوئی، یو سی کو زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ روپے تک کی رقم ایک منصوبہ پر خرچ کرنے کی

اجازت ہے۔اسی حساب سے یو سی نے قوانین کو مد نظر رکھتے ہوئے مختلف عوامی منصوبہ جات پہ رقم خرچ کی منصوبوں کے نام، تخمینہ جات مندرجہ ذیل ہیں:-

نمبر شمار	نام منصوبہ جات	تخمینہ لاگت
1	تعمیر جنگلہ چلڈرن پارک لاریکس کالونی عقب گرڈ سٹیشن	1,00,000/- روپے
2	تعمیر و مرمت مین ہول گلی گریڈنگ تبدیلی گڑھے ڈھکن	1,00,000/- روپے
3	تعمیر چلڈرن پارک عقب گرڈ سٹیشن بقیہ حصہ	1,00,000/- روپے
4	تعمیر پی سی سی لاریکس کالونی سائیڈ روڈ	1,00,000/- روپے
5	تعمیر پی سی سی بالمقابل ریلوے لائن لاریکس کالونی	1,00,000/- روپے
6	تعمیر پی سی سی بقیہ حصہ بالمقابل ریلوے لائن لاریکس کالونی	1,00,000/- روپے
7	تعمیر پی سی کراچی پھاٹک کے پاس مین روڈ لاریکس کالونی	1,00,000/- روپے
8	تعمیر سیوریج لنک گلی احاطہ شنکر داس	1,00,000/- روپے
9	تعمیر و لگانا ٹف ٹائیل احاطہ شنکر داس مین گلی	1,00,000/- روپے
10	لگانا ٹف ٹائیل بقیہ حصہ و لنک گلی احاطہ شنکر داس	1,00,000/- روپے
11	لگانا ٹف ٹائیل اندرون گلی شنکر داس لنک علامہ اقبال روڈ	1,00,000/- روپے
12	لگانا ٹف ٹائیل لنک علامہ اقبال روڈ گلیاں	1,00,000/- روپے

(ج) چونکہ یو سی کے اختیارات میں ایک وقت میں 1,00,000/- روپے سے زیادہ خرچ کرنے کی اجازت نہ ہے اس لئے یو سی نے سڑکیں تعمیر نہ کی ہیں بلکہ سوال (ب) میں دیئے گئے چھوٹے چھوٹے عوامی منصوبوں کو مکمل کیا ہے۔

ضلع راولپنڈی، شاہ قاف تا موضع چکری روڈ کی مرمت

*3294: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شاہ قاف تا موضع چکری روڈ تحصیل و ضلع راولپنڈی انتہائی خستہ حالت میں ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کو مرمت کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک یعنی شاہ قاف تا موضع چکری روڈ تحصیل و ضلع راولپنڈی خستہ حالت میں تھی۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ مذکورہ سڑک کی مرمت Maintenance & Repair Programme 2009-10 کے تحت ماہ جون 2010 میں کر دی گئی ہے۔

تحصیل بھلوال محکمہ کے زیر کنٹرول سڑکوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3439: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل بھلوال میں لوکل گورنمنٹ کے زیر کنٹرول کتنی سڑکیں ہیں؟

(ب) ان میں سے کون کون سی پختہ ہیں اور کون کون سی کچی ہیں؟

(ج) سال 08-2007 کے دوران کتنی رقم سے کون کون سی سڑکیں تعمیر کی گئی ہیں، ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(د) کتنی سڑکیں مکمل ہو چکی ہیں اور کون کون سی ابھی زیر تکمیل ہیں؟

(ہ) کتنی اور کون کون سی سڑکوں کی تعمیر میں ناقص مٹیریل استعمال کی شکایات موصول ہوئیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل بھلوال محکمہ لوکل گورنمنٹ کے زیر کنٹرول پی پی۔28 میں تین سڑکات تعمیر کی گئی ہیں۔

(ب) مذکورہ بالا تمام سڑکات پختہ ہیں۔

(ج) سال 08-2007 کے دوران چالیس لاکھ کی لاگت سے درج ذیل سڑکات تعمیر کی گئی ہیں جن کے نام اور تخمینہ لاگت درج ذیل ہیں:۔

1	تعمیر سڑک رزاق نمبردار حافظ آباد	تخمینہ لاگت	10 لاکھ	پی پی 28
2	تعمیر سڑک ڈیرہ فیاض بھرتھ	تخمینہ لاگت	20 لاکھ	پی پی 28
3	تعمیر و مرمت سڑک وجیدھی	تخمینہ لاگت	10 لاکھ	پی پی 28

(د) دو سڑکات مکمل ہیں اور تعمیر سڑک ڈیرہ فیاض بھرتھ تخمینہ لاگت 20 لاکھ کی ٹارنگ باقی ہے۔

(ہ) تمام منصوبہ جات عین ٹیکنیکل تصریحات کے مطابق تعمیر کئے گئے ہیں اور اہل علاقہ کی طرف سے کسی بھی منصوبہ کے بارے میں کسی بھی قسم کی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

پی پی-28 بھلوال میں سولنگ ونالیوں کی تعمیر پر خرچ کی گئی رقم ودیگر تفصیلات

*3440: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی-28 بھلوال میں سال08-2007 کے دوران کتنی رقم سولنگ اور نالیوں کی تعمیر پر خرچ ہوئی؟

(ب) یہ سولنگ اور نالیاں کس کس موضع میں تعمیر ہوئیں؟

(ج) کون کون سا منصوبہ مکمل ہو چکا ہے اور کون کون سا ابھی زیر تکمیل ہے؟

(د) کس کس منصوبہ میں ناقص مٹیریل کے استعمال کی شکایات موصول ہوئی ہیں؟

(ہ) زیر تعمیر منصوبہ جات کب تک مکمل ہونے کی امید ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حلقہ پی پی-28 بھلوال میں سال08-2007 کے دوران محکمہ لوکل گورنمنٹ اینڈ کمیونٹی ڈویلپمنٹ کی زیر نگرانی نالیاں و سولنگ پر مبلغ 30لاکھ روپے خرچ کئے گئے ہیں-یہ سولنگ اور نالیاں مندرجہ ذیل موضع جات میں تعمیر ہوئیں-

(ب) پی پی-28 بھلوال میں سولنگ اور نالیاں مندرجہ ذیل موضع جات میں تعمیر ہوئیں:-

1	تعمیر سولنگ جھگیاں جھمٹ ڈیرہ اسداللہ رانا عابد	تخمینہ لاگت	5لاکھ
2	تعمیر سولنگ ڈیرہ جات فیروز بہران	تخمینہ لاگت	10لاکھ
3	تعمیر سولنگ آہلی قیبوس پور تا آہلی	تخمینہ لاگت	5لاکھ
4	سولنگ ونالیاں کلیان پور	تخمینہ لاگت	5لاکھ
5	سولنگ ونالیاں پکھوال	تخمینہ لاگت	5لاکھ

(ج) تمام تر منصوبہ جات ٹیکنیکل تصریحات اور T.S اسٹیمیٹ کے مطابق مکمل کئے جا چکے ہیں-

(د) تمام ترقیاتی کام موقع پر عین ٹیکنیکل تصریحات کے مطابق محکمہ لوکل گورنمنٹ کی زیر نگرانی اور اہل دیہہ کی نگرانی میں مکمل کئے گئے ہیں ان منصوبہ جات کی تعمیر پر جناب ایم پی اے صاحب پی پی-28 اور اہل علاقہ ہر طرح سے مطمئن ہیں- کسی بھی منصوبہ جات کے متعلق محکمہ ہذا کو کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے-

(ہ) تمام منصوبہ جات مکمل کئے جا چکے ہیں- پروگرس رپورٹ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

لاری اڈا بادامی باغ لاہور میں غیر قانونی انٹر سٹی بس سٹینڈ کا قیام

*3490: جناب افتخار علی کھیتران المعروف بابر خان: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاری اڈا بادامی باغ لاہور کے باہر بمقام دربار حیدر سائیں، شیل پٹرول پمپ، ٹوٹل پٹرول پمپ اور 4 نمبر اربن سٹینڈ پر غیر قانونی انٹر سٹی بس سٹینڈ قائم ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان غیر قانونی سٹینڈز کو اعلیٰ شخصیات کے دورہ کے دوران وقتی طور پر ختم کر دیا جاتا ہے اور صورتحال بعد ازاں بدستور غیر قانونی شکل میں قائم کر دی جاتی ہے؟

(ج) اگر لاری اڈا بادامی باغ لاہور کے باہر غیر قانونی بس سٹینڈز قائم ہیں تو کیا حکومت مستقل بنیادوں پر کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) لاری اڈا سے باہر کوئی انٹر سٹی بس سٹینڈ نہ ہے اور نہ ہی کسی کو اجازت ہے۔ البتہ مذکورہ پٹرول پمپوں سے تیل وغیرہ ڈلوانے کی آڑ میں وہاں سے سواریاں بٹھاتے ہیں جن کے خلاف باقاعدہ قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔ پچھلے دنوں تقریباً 80 بسوں کے چالان پر مبلغ 24000/- روپے جرمانہ کیا گیا۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) بالا میں بیان کیا گیا ہے باہر کوئی سٹینڈ نہ ہے۔

(ج) لاری اڈا بادامی باغ لاہور کی حدود کے باہر کسی بس سٹینڈ کا وجود نہ ہے۔

کوٹلہ موسیٰ خان سے ملحقہ سڑکوں کی دورویہ تعمیر

*3565: ملک جہانزیب وارن: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کوٹلہ موسیٰ خان سے Hathaigi، کوٹلہ موسیٰ خان سے دھوڑ کوٹ اور مبارک پور سے Hathaigi (بہاولپور) روڈز کب تعمیر کی گئیں، ان کی سالانہ مرمت پر سال 2007-08 اور 2008-09 کے دوران کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ روڈز سنگل ہیں جس کی وجہ سے ان روڈ پر اکثر ٹریفک بلاک رہتی ہے اور عوام کو شدید پریشانی ہوتی ہے؟

(ج) کیا حکومت عوام الناس کی بھلائی کی خاطر ان روڈز کو دورویہ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) کوٹلہ موسیٰ تا ہتھیجی روڈ 84-1983 میں تعمیر ہوئی تھی دھوڑ کوٹ تا مبارک پور تا ہتھیجی روڈ بھی 84-1983 میں تعمیر ہوئی تھی۔ پچھلے دو سالوں 08-2007، 09-2008 میں ان سڑکات کی کوئی مرمت نہ ہوئی ہے۔ البتہ کوٹلہ موسیٰ خان تا حتیجی روڈ سال 07-2006 میں مرمت کی گئی ہے۔ دھور کوٹ تا مبارک پور تا ہتھیجی کے ایک حصہ پل فاروق آباد تا ہتھیجی کی مرمت اس سال 10-2009 میں کی جارہی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ موجودہ سڑک کی چوڑائی 10 فٹ ہے اور اس کی وجہ سے عوام الناس کو دشواری کا سامنا رہتا ہے۔ اگر اس کی چوڑائی 24 فٹ کر دی جائے تو ٹریفک کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

(ج) جہاں تک سڑکوں کو دورویہ کرنے کا تعلق ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ مذکورہ سڑک پر ٹریفک کے مجوزہ قواعد کے مطابق (Traffic Count) نہ ہے جس کی وجہ سے اس کو دورویہ نہیں کیا جا سکتا البتہ ان سڑکات کی کشادگی 24 فٹ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ٹریفک کا مسئلہ حل ہو سکے۔ فنڈز فراہم ہونے پر ان سڑکات کی کشادگی کر دی جائے گی۔

ضلع راجن پور۔ملازمین کے مسائل و دیگر تفصیلات

*3610: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 2001 سے آج تک جو ٹیوب ویل آپریٹرز محکمہ ورکس اینڈ سروسز راجن پور سے ریٹائر ہوئے ان کے نام، گریڈ اور کل سروس بتائیں؟

(ب) ان میں سے کتنے افراد کو پنشن اور دیگر واجبات کی ادائیگی کر دی گئی ہے اور کتنے ایسے ہیں جن کو ابھی ادائیگی نہیں کی گئی، ان کو ادائیگی نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کتنے ریٹائر ہونے والے ملازمین نے محکمہ کے خلاف اپیل صوبائی محتسب کو گزاری اور کس کس بناء پر گزاری، کتنے ملازمین کے حق میں فیصلہ ہوا، کیا ان احکامات پر عملدرآمد ہوا اگر نہیں تو کیوں؟

(د) کیا صوبائی محتسب پنجاب کے فیصلوں کے خلاف محکمہ نے گورنر پنجاب سے اپیل کی، اور گورنر سے محکمہ کی کتنی اپیلیں مسترد ہوئیں؟

(ہ) محکمہ کے کتنے ریٹائرڈ ٹیوب ویل آپریٹرز ہیں جن کو ابھی تک پنشن اور دیگر واجبات کی ادائیگی نہ ہوئی ہے کیا حکومت ان کو واجبات جلد از جلد ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں، ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یکم جنوری 2001 سے آج تک ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ راجن پور (ورکس اینڈ سروس) کے آفس سے صرف ایک ٹیوب ویل آپریٹر ریٹائر ہوا تھا جس کے کوائف درج ذیل ہیں:-

نمبر شمار	نام	گریڈ	کل سروس
1	مسٹر ضمیر حسین ٹیوب ویل آپریٹر	4	25 سال

(ب) ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ راجن پور (ورکس اینڈ سروسز) سے صرف ایک ہی ٹیوب ویل آپریٹر مستقل اسامی سے ریٹائر ہوا اس کو پنشن اور دیگر واجبات کی ادائیگی کر دی گئی تھی۔

(ج) ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ راجن پور کے دفتر سے کسی بھی مستقل اسامی سے ریٹائر ہونے والے ملازم نے محکمہ کے خلاف درخواست صوبائی محتسب اعلیٰ کو نہ گزاری ہے اور نہ ہی صوبائی محتسب اعلیٰ نے مستقل اسامی سے ریٹائر ہونے والے کسی ملازم کے حق میں فیصلہ دیا ہے۔

(د) صوبائی محتسب اعلیٰ پنجاب نے کسی بھی مستقل اسامی سے ریٹائر ہونے والے ملازم کے حق میں فیصلہ نہ دیا اور نہ ہی کوئی اپیل محکمہ نے گورنر پنجاب کو گزاری نہ ہی اپیل مسترد ہوئی۔

(ہ) محکمہ بلڈنگ راجن پور سے مستقل اسامی سے صرف ایک ملازم ریٹائر ہوا جس کا ذکر (الف) میں ہو چکا ہے۔ اس کے بعد کوئی بھی ملازم مستقل اسامی سے بطور ٹیوب ویل ڈرائیور ریٹائر نہ ہوا ہے جو ٹیوب ویل ڈرائیور مستقل اسامی سے ریٹائر ہوا اس کو پنشن اور دیگر واجبات کی ادائیگی ہو چکی ہے۔ محکمہ بلڈنگ میں کسی بھی ریگولر ملازم کے واجبات بقایا نہ ہیں۔

لاہور کے رہائشی علاقوں میں غیر قانونی موبائل ٹاورز کے قیام کا مسئلہ

*3688: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے رہائشی علاقوں میں غیر قانونی طور پر موبائل ٹاورز قائم کئے جا رہے ہیں جن سے عوام شدید پریشانی میں مبتلا ہیں؟

(ب) اب تک رہائشی علاقوں میں (لاہور میں) کتنے ایسے ٹاور نصب کئے گئے ہیں اور کس کس کمپنی کی طرف سے، کمپنی کا نام اور علاقے کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا defaulters کے خلاف قانون کے مطابق کوئی کارروائی کی گئی ہے اگر ہاں تو اس کی تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور صرف permissible رہائشی علاقہ میں قانونی ضوابط کے مطابق ہی اجازت دیتا ہے۔اگر کوئی غیر قانونی طور پر رہائشی علاقوں میں ٹاور لگانے کی کوشش کرتا ہے تو اس کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ب) رہائشی non permitted علاقہ میں سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے اجازت نہ دی ہے۔اگر کوئی non permitted رہائشی علاقوں میں ٹاور لگانے کی کوشش کرتا ہے تو اس کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔تاہم رہائشی علاقوں میں نصب کئے گئے ٹاورز کا سروے جاری ہے۔

(ج) ڈیفالٹرز کے خلاف انفورسمنٹ انسپکٹر ٹی ایم اے اور محکمہ ماحولیات قانون کے مطابق کارروائی کرتے ہیں۔

لاہور: بحریہ ٹاؤن، رقم وصول کرنے کے باوجود گھر الاٹ نہ کرنے کی تفصیلات

*3708: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بحریہ ٹاؤن نے سال 2006 میں عوامی ولاز کے نام پر پانچ مرلے کے گھر لاہور میں 5 لاکھ روپے میں دینے کا اعلان کیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عرصہ تین سال گزر جانے کے باوجود ابھی تک مذکورہ سکیم کی جگہ کا تعین نہ کیا ہے جبکہ غریب عوام سے تمام رقم وصول کی جا چکی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم کے گھر تین سال میں لاہور میں فراہم کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا جبکہ اب لوگوں کو بتایا جا رہا ہے کہ یہ سکیم لاہور سے تقریباً 20 کلومیٹر رائے ونڈ میں بنائی جائے گی؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت عوامی ولاز کے نام پر بنائی گئی سکیم کو فوری مکمل اور جگہ کا تعین کرنے اور ذمہ دار افراد کے خلاف سخت کارروائی کرنے اور عوام سے دھوکہ دہی سے لوٹی ہوئی رقم واپس دلوانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) معلوم نہ ہے۔

(ب) بحریہ ٹاؤن انتظامیہ نے بحریہ ٹاؤن سکیم کے نام سے ٹی ایم اے اقبال ٹاؤن سے نقشہ جات منظور کروائے ہیں درست ہے۔ تاہم رقم وصول کرنے کے متعلق انتظامیہ بحریہ ٹاؤن ہی جواب دے سکتی ہے۔

(ج) اس کے متعلق بحریہ ٹاؤن انتظامیہ ہی جواب دے سکتی ہے۔

(د) ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن اقبال ٹاؤن لاہور لوگوں کے لین دین کا ذمہ دار نہ ہے۔ ٹی ایم اے نقشہ جات و تعمیرات کے بلڈنگ کنٹرول کا ذمہ دار ہے۔

ڈنگہ ضلع گجرات میں غیر قانونی بس / ویگن سٹینڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3733: میاں طارق محمود: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ڈنگہ ضلع گجرات میں کتنے منظور شدہ اور کتنے غیر قانونی بس اور ویگن سٹینڈز ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ میلاد چوک کے ساتھ گلی میں ایک غیر قانونی اڈا چل رہا ہے جس کی وجہ سے ٹریفک ہر وقت بند رہتی ہے کیا حکومت ان لوگوں کے خلاف کارروائی کر کے اڈا کو بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) بمطابق رپورٹ ڈی ایس پی ٹریفک گجرات وریکارڈ دفتر DRTA گجرات ڈنگہ ضلع گجرات میں دو عدد منظور شدہ ڈی کلاس ویگن سٹینڈ ہیں جن کے نام پسوال ٹریول ڈنگہ اور کولیاں ٹریول سروس ڈنگہ ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ میلاد چوک ڈنگہ کے ساتھ ایک گلی میں تین / چار ویگنیں کھڑی رہتی تھیں اور شہزاد ٹریول کے نام سے اڈا چل رہا تھا۔ مگر ان تمام اڈاجات کو بند کر دیا گیا ہے۔

سال 2008، ٹی ایم اے کھاریاں میں ترقیاتی منصوبہ جات کی تفصیلات

*3734: میاں طارق محمود: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

ٹی ایم اے کھاریاں کی طرف سے یکم جنوری 2008 سے اب تک کتنے فنڈز کن کن ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کئے گئے، ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں، یہ فنڈ کن مدات میں سے حاصل کئے گئے، ان میں حکومت پنجاب نے کتنے فنڈز فراہم کئے اور وہ فنڈز کس طرح خرچ ہوئے، ان کی تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

ٹی ایم اے کھاریاں کو حکومت پنجاب کی طرف سے ترقیاتی کاموں کے لئے کوئی بھی فنڈ فراہم نہ کئے گئے تھے تاہم ٹی ایم اے کھاریاں نے اپنی آمدنی سے سال 2007-08 اور 2008-09 میں ترقیاتی کام کروائے۔ ترقیاتی کاموں کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحصیل صادق آباد کے سالانہ بجٹ و دیگر تفصیلات

*3847: میاں شفیع محمد: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل صادق آباد میں 2007 تا حال ناظم اور نائب ناظم کو کتنا فنڈ دیا گیا، علیحدہ علیحدہ اور سال وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان فنڈز سے تحصیل ہذا میں کون کون سے منصوبہ جات مکمل کئے گئے، کتنے زیر تکمیل ہیں اور کب تک مکمل ہوں گے، یونین کونسل وار تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) یونین کونسل نمبر 8 میں منظور شدہ، زیر تکمیل اور مکمل شدہ منصوبہ جات کی تفصیل مع ٹھیکیداروں کے نام، لاگت اور مدت تکمیل تاریخ وار مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل صادق آباد نے ناظم و نائب ناظمین کو کوئی فنڈز فراہم نہ کئے۔ تاہم ان کی رائے سے سال 08-2007 میں 63 عدد منصوبہ جات 16.858 ملین روپے کی لاگت سے تیار کئے گئے۔

(ب) تحصیل ہذا نے ان فنڈز سے 63 عدد منصوبہ جات شروع کئے جو کہ تمام مکمل ہو چکے ہیں۔ منصوبہ جات کی تفصیل مع لاگت تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یونین کونسل نمبر 8 میں شروع کئے گئے منصوبہ جات کی تفصیل مع ٹھیکیداران کے نام اور لاگت تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مجاہد کالونی بورے والا میں الاٹیز کو درپیش مسائل

*3856: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مجاہد کالونی بورے والا کب کتنے رقبہ پر بنائی گئی، تفصیل پلاٹ وار بتائیں؟

(ب) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ اس کالونی میں قبضہ گروپ پٹواری سے مل کر زمین اور پلاٹوں کا ردوبدل کر رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک قبضہ گروپ نے اس کالونی کی ایک ویران اور بے آباد زمین کو پٹواری سے ملی بھگت کر کے الاٹ کروا کر اور اس پر اسی پٹواری سے مل کر ایک آباد پلاٹ کو کاغذوں میں ردوبدل کر کے اپنے نام الاٹ کروایا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس قبضہ گروپ کے خلاف ڈی سی او وہاڑی نے انکوائری کروائی اور اس قبضہ گروپ کے خلاف فیصلہ دیا اس کے باوجود اس قبضہ گروپ کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی گئی؟

(ہ) کیا حکومت اس بارے میں مکمل چھان بین کر کے متعلقہ متاثرین کو ریلیف دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مجاہد کالونی بورے والا کی ابتدائی خرید و فروخت 1971 میں ہوئی۔یہ کالونی پلاٹ وار نہ بنائی گئی ہے بلکہ زرعی مالکان نے اپنی ضرورت کے مطابق چھوٹے چھوٹے پلاٹوں کی صورت میں رقبہ فروخت کیا تھا اور اس کے بعد بھی مالکان اپنا اپنا حصہ مشترکہ حصہ داری کی صورت میں فروخت کرتے چلے آ رہے ہیں۔642 کنال کی آبادی قائم ہو چکی ہے۔اس کالونی کا کل رقبہ 738 کنال اور 2 مرلہ ہے۔ جس میں سے 642 کنال رقبہ بصورت پلاٹ مشترکہ طور پر فروخت ہو چکا ہے اور اب صرف 96 کنال رقبہ کاشت ہو رہا ہے جو کہ مختلف مالکان کی ملکیت ہے۔

(ب) آبادی مجاہد کالونی میں کوئی قبضہ گروپ نہ ہے اور نہ ہی کسی نے کوئی ردوبدل پلاٹوں میں کیا ہے چونکہ رقبہ ملکیتی ہے اس لئے ہر شخص اپنے اپنے حصہ پر قابض ہے۔

(ج) مجاہد کالونی بورے والا میں رقبہ کاشت اور آبادی کی صورت میں مشترکہ کھاتہ میں ملکیت مالکان ہے۔ جس کا کل رقبہ 738 کنال اور 2 مرلہ تھا جو بعد ازاں تقسیم ہوا۔ موجودہ کھیوٹ 56 جو سال 77-1976 میں کھیوٹ نمبر 5 تھی، میں رقبہ 713 کنال اور 10 مرلہ ہے۔ عبدالرحمٰن ولد جان محمد قوم مغل نے سال 1978 میں 738 کنال اور 2 مرلہ کھیوٹ نمبر 5 سابقہ سے حصہ بقدر 1440/132858 برقبہ 8 کنال حاصل کیا۔ ازاں مسماۃ صاحبزادی بیوہ نور محمد لنگڑیال وغیرہ ہر دو کھیوٹ ہائے میں مالکان و دخیلکاران تھے۔ عبدالرحمٰن مذکورہ کی وفات کے بعد رقبہ مذکورہ کا انتقال وراثت بروئے انتقال نمبر 13840 ہو کر عملدرآمد رجسٹر حقداران زمین سال 97-1996 کھیوٹ نمبر 56/39 میں ہو چکا ہے۔ رقبہ جس پر شروع میں عبدالرحمٰن نے قبضہ کیا تھا وہ مالکان کے غیر حاضر ہونے کی وجہ سے موقع پر سال 2007 تک خالی پڑا تھا۔ محمد ریاض ولد علی ڈوگر محمد نواز ولد محمد انور شیخ نے سال 2007 میں عطا محمد ولد غلام لنگڑیال سے جو اپنا رقبہ فروخت کر چکا تھا اور صرف اس کے نام سڑکات اور گلیوں کا رقبہ بقایا تھا، رقبہ بقدر 8 کنال بروئے رجسٹری نمبر 1/336 مورخہ 07-02-03 (انتقال 23300) حاصل کر لیا حالانکہ عطا محمد کا موقع پر کسی جگہ کوئی قبضہ نہ تھا اور نہ محمد

ریاض وغیرہ نے اس سے کوئی قبضہ حاصل کیا محمد ریاض وغیرہ نے رقبہ بذریعہ رجسٹری عطا محمد سے حاصل کیا اور قبضہ اس رقبہ پر کر لیا۔ جس پر نظری قبضہ سردار بیگم وغیرہ وارثان عبدالرحمٰن مرحوم کا تھا۔ فریقین نے غالباً اس بات کا فائدہ اٹھایا کہ عبدالرحمٰن کھیوٹ نمبر 61 میں مالک ہی نہ ہے۔ سردار بیگم وغیرہ کی درخواست پر انکوائری ہوئی جس پر محمد انور پٹواری حلقہ EB/439 مورخہ 07-04-09 کو ملازمت سے برخواست کر دیا گیا۔

(د) جیسا کہ جز نمبر 3 میں وضاحت کی گئی ہے۔

(ہ) معاملہ مابین پرائیویٹ پارٹیز اور مالکان رقبہ ہے حکومت کا اس میں کوئی عمل دخل نہ ہے متاثرین کو دادرسی کے لئے سول کورٹ سے رجوع کرنا چاہئے۔

ہیڈ بلوکی سے پھولنگر سڑک کی مرمت

*3887: جناب شاہجہان احمد بھٹی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہیڈ بلوکی سے پھولنگر تک سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹی ہوئی ہے؟

(ب) کیا حکومت اس سڑک کو مرمت کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو معزز ایوان کو وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ ہیڈ بلوکی سے پھولنگر تک سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹی ہوئی ہے۔

(ب) ضلعی حکومت اس سڑک کو مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس کا تخمینہ لاگت 30,00,000/- روپے تیار ہے جس کے ٹینڈر کے لئے اخبار میں اشتہار دیا جا چکا ہے۔ مرمت کا کام ٹینڈر موصول ہونے پر کروا دیا جائے گا۔

کچہری ریلوے پھاٹک ننکانہ صاحب سے بچیانہ روڈ کی تعمیر

*3937: جناب شاہجہان احمد بھٹی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کچہری ریلوے پھاٹک ننکانہ صاحب سے بچیانہ روڈ تک سڑک کی تعمیر کب مکمل ہوئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ سڑک مکمل ہونے کے کچھ عرصہ بعد ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی ہے؟

(ج) کیا حکومت اس سڑک کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف تاج) ریلوے پھاٹک ننکانہ صاحب سے لے کر بچیانہ روڈ کی تعمیر اپریل 2008 میں مکمل ہوئی تھی۔ مذکورہ سڑک کی لوڈنگ کیپسٹی 12 ٹن سے زیادہ نہ ہے۔ جبکہ اس پر سیزن میں گنا اور گندم کے اوور لوڈ ٹریکٹر گزرتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے سڑک کے کچھ حصے خراب ہو گئے تھے جو کہ اب ضلعی حکومت ننکانہ صاحب نے مرمت کر دیئے ہیں اور اب سڑک اچھی حالت میں ہے۔

ضلعی گورنمنٹ خانیوال اور ٹی ایم اے میاں چنوں کا سالانہ بجٹ و دیگر تفصیلات

*4157: رانا بابر حسین: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلعی گورنمنٹ خانیوال اور ٹی ایم اے میاں چنوں کا سال 07-2006، 08-2007، 09-2008 اور 10-2009 کا سالانہ بجٹ علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

(ب) ان سالوں کے دوران صوبائی حکومت کی طرف سے ان کو کتنی رقم سالانہ وصول ہوئی؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سالانہ ترقیاتی منصوبہ جات پر خرچ کی گئی؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی خرید، مرمت اور ڈیزل/پٹرول پر خرچ ہوئی؟

(ہ) ان سالوں کے دوران کتنی رقم گاڑیوں کی خرید پر خرچ ہوئی اور یہ گاڑیاں کن کن کے لئے خرید کی گئیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلعی حکومت خانیوال اور ٹی ایم اے میاں چنوں کے بجٹ برائے سال 2006-07، 2007-08، 2008-09، 2009-10 کی تفصیلات درج ذیل ہیں:-

مالی سال	2006-07	2007-08	2008-09	2009-10
ضلعی حکومت خانیوال	2787218556	3408200043	3402810000	4046926640

ٹی ایم اے میاں چنوں	194902500	255318000	248666719	180200000

(ب) سال07-2006، 08-2007،09-2008،10-2009 کے دوران صوبائی حکومت کی طرف سے ضلعی حکومت خانیوال اور ٹی ایم اے میاں چنوں کو جو گرانٹ وصول ہوئی اس کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

مالی سال	2006-07	2007-08	2008-09	2009-10
ضلعی حکومت خانیوال	2580945623	3035779000	3331699333	3006120000
ٹی ایم اے میاں چنوں	89497000	114286000	98296000	78208000

(ج) سال07-2006،08-2007،09-2008،10-2009 کے دوران ضلعی حکومت خانیوال اور ٹی ایم اے میاں چنوں نے درج ذیل رقم ترقیاتی منصوبہ جات پر خرچ کی:-

مالی سال	2006-07	2007-08	2008-09	2009-10
ضلعی حکومت خانیوال	374768000	423516000	45275000	11057000
ٹی ایم اے میاں چنوں	59318782	69938623	38991333	21732177

(د) سال07-2006،08-2007،09-2008، 10-2009 کے دوران ضلعی حکومت خانیوال اور ٹی ایم اے میاں چنوں نے سرکاری گاڑیوں کی خرید، مرمت اور پٹرول/ڈیزل کی مد میں جو رقوم خرچ کیں ان کی تفصیل درج ذیل ہیں:

مالی سال	2006-07	2007-08	2008-09	2009-10
ضلعی حکومت خانیوال	11159831	25738786	28322006	33959477
ٹی ایم اے میاں چنوں	362725	459410	448922	381224

(ہ)

(I) ضلعی حکومت خانیوال نے سال07-2006،08-2007،09-2008کے دوران کوئی گاڑی خرید نہ کی ہے۔ سال10-2009 کے دوران ایک گاڑی ٹویوٹا ہائی لکس برائے بم ڈسپوزل سول ڈیفنس-/1781,000روپے سے خریدی۔

(II) ٹی ایم اے میاں چنوں نے دوران سال07-2006 تحصیل ناظم کے لئے ایک گاڑی سوزوکی لیانا444-KWC خریدی جس پر مبلغ-/849000روپے خرچ ہوئے۔ مزید اسی سال ایک گاڑی برائے فائر بریگیڈ خریدی گئی جس پر مبلغ-/1088850روپے خرچ ہوئے۔ سال08-2007کے دوران ڈی ایم او میاں چنوں کے لئے ایک سوزوکی کلٹس کار-KWF 6644 خریدی جس پر مبلغ-/695000روپے خرچ ہوئے۔09-2008اور10-2009 کے دوران کوئی گاڑی نہ خریدی گئی۔

تحصیل کونسل ساہیوال، ٹھیکہ جات میں بے ضابطگی کی تفصیلات

*4162: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل کونسل ساہیوال میں گزشتہ برس ٹھیکہ ٹیکس منتقلی جائیداد سوا چار کروڑ اور ٹھیکہ ہفتہ وار بکر منڈی 91 لاکھ میں دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ رواں سال مذکورہ ٹھیکہ جات بالترتیب دو کروڑ 75 لاکھ اور 75 لاکھ میں دے دیئے گئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیل ناظم نے اس بے ضابطگی پر اعتراض کیا تھا مگر مذکورہ ٹھیکے انتہائی کم ریٹ پر دیئے گئے جس سے قومی خزانہ کو نقصان ہوا؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ بے ضابطگی کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ ٹھیکہ ٹیکس منتقلی جائیداد برائے سال 2008-09، چار کروڑ تین لاکھ بیس ہزار (-/4,03,20,000) روپے میں دیا گیا تھا اور جہاں تک ٹھیکہ بکر منڈی کا سوال ہے۔ اس ٹھیکہ کا نام برائے سال 2008-09 میں ہفتہ وار نہیں بلکہ روزانہ بکر منڈی ساہیوال تھا اور یہ -/91,30,000 روپے میں دیا گیا تھا۔

(ب) یہ بھی غلط ہے کہ رواں سال ٹھیکہ منتقلی جائیداد -/2,75,00,000 روپے میں دے دیا گیا ہے۔ رواں سال میں اس ٹیکس کا ٹھیکہ نہیں ہوا اور اس ٹیکس کی تادم تحریر محکمانہ وصولی ہو رہی ہے۔ جہاں تک بکر منڈی کا سوال ہے تو اس ٹھیکہ کا نام گورنمنٹ کی ہدایات چٹھی نمبری SO.TAX(LG)2-252/97 مورخہ 06-11-07 کی روشنی میں تحصیل ناظم کی سفارش اور تحصیل کونسل ساہیوال کی منظوری کے بعد ہفتہ وار بکر / مویشی منڈی ساہیوال رکھ دیا گیا ہے اور گورنمنٹ کو حتمی منظوری کے لئے بذریعہ چٹھی نمبری 1873/TS مورخہ 30-06-2009 ارسال کر دیا گیا تھا۔ بعد ازاں اس ٹھیکہ کا قبضہ ہائیکورٹ کے حکم نمبری Writ/54680 مورخہ 16-10-09 کی بنیاد پر مورخہ 16-10-09 تا 30-06-10 ٹھیکیدار کو دے دیا گیا تھا۔

(ج) سال2008-09 سے نیلامی ٹھیکہ جات تحصیل ناظم کی بجائے گورنمنٹ کی طرف سے نامزد کمیٹی کرواتی ہے-تاہم منظوری کا اختیار تحصیل ناظم اور پھر توثیق کا اختیار تحصیل کونسل کو ہی ہے۔ اس سے قبل تحصیل ناظم نے ٹھیکہ منتقلی جائیداد برائے سال 2007-08 صرف -/14030000 روپے میں دے رکھا تھا-بعدازاں یہی ٹھیکہ گورنمنٹ کی طرف سے نامزد کمیٹی نے برائے سال2008-09 چار کروڑ تین لاکھ بیس ہزار روپے میں نیلام کیا تھا-جہاں تک سال2009-10 کا تعلق ہے تو مورخہ03-08-09 کو جو نیلام عام منعقد ہوا-اس میں ٹھیکہ ٹیکس منتقلی جائیداد کی سب سے زیادہ بولی برائے 11 ماہ مبلغ -/27500000 روپے موصول ہوئی اور ہفتہ وار بکر/مویشیاں منڈی، ساہیوال برائے 11 ماہ مبلغ -/7500000 روپے موصول ہوئی-نامزد نیلام کمیٹی سے منظوری کے لئے کیس تحصیل ناظم کو ارسال کیا لیکن تحصیل ناظم نے تمام ریکارڈ اپنے پاس رکھ لیا اور تحصیل کونسل کے اجلاس کے لئے کنوینر/نائب تحصیل ناظم سے مل کر ایجنڈا جاری کروا دیا-House کی توثیق کے باوجود کنوینر/نائب تحصیل ناظم نے House کی توثیق سے تحریری بلا اختیار اختلاف کیا اور House سے چلے گئے جس پر ممبران House نے پریذائیڈنگ آفس کو کنوینر بنا کر اجلاس جاری رکھا اور ایجنڈا کی توثیق کر دی-بعدازاں تحصیل ناظم نے فائلز پر اپنے دستخط، جو کہ قانوناً ضروری تھے، کئے بغیر ہی تحصیل کونسل سے ٹھیکوں کی توثیق کروائی-اسی دوران تحصیل کونسل کی طرف سے بھی ایک ہی اجلاس کی دو مختلف کارروائیاں/قرار داد وصول ہوئیں- جس پر تحصیل میونسپل آفیسر نے تمام کیس تفصیلاً بذریعہ چٹھی نمبر654 مورخہ 22-08-09 کے تحت گورنمنٹ کو ارسال کر دیا- گورنمنٹ نے بذریعہ چٹھی نمبر SO-TAX(LG)2-284/97-P مورخہ 04-09-2009 کے تحت تحصیل ناظم کو کیس دوبارہ تحصیل کونسل میں پیش کرنے کا حکم دیا لیکن تحصیل ناظم نے ایسا نہ کیا جس پر یہ کیس پنجاب لوکل گورنمنٹ کمیشن کو انکوائری کے لئے بھیجا گیا-بعدازاں تحصیل ناظم کو بحکم جناب وزیراعلیٰ پنجاب نوے دن کے لئے معطل کر دیا گیا-

(د) یہ کہ مذکورہ بالا جواب کی روشنی میں بے ضابطگی تحصیل ناظم اور کنوینر/نائب تحصیل ناظم کی حد تک نظر آتی ہے اور انکوائری برائے پنجاب لوکل گورنمنٹ کمیشن زیر کارروائی ہے-

پوائنٹ آف آرڈر

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، پرویز رفیق صاحب!

امریکی ملعون پادری ٹیری جونز کے ہاتھوں قرآن پاک کی بے حرمتی کی پُرزور مذمت

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کا موقع دیا اور میں اس معزز ایوان کا بھی شکر گزار ہوں۔ آج میں جس point پر بات کرنے لگا ہوں وہ پاکستان کے مسیحیوں کے حوالے سے، پورے پاکستان کے مسلمانوں اور امت مسلمہ کے حوالے سے ہے۔ میرا point of order یہ ہے کہ جو امریکہ میں ٹیری جونز جو ایک pastor ہے، اس نام نہاد کم بخت پادری کو جتنا بھی بُرا کہا جائے وہ کم ہے، وہ فرد واحد کا فعل تھا تو سب سے پہلے میں اس کی مذمت کرتا ہوں کہ جو انہوں نے قرآن پاک کی بے حرمتی کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پورے پاکستان کے مسیحیوں کی دل آزاری ہوئی ہے، ہمارے دل دُکھے ہیں، ہم کبھی بھی یہ سوچ سکتے ہیں اور نہ کر سکتے۔ میں پوری دنیا کے مسیحیوں کی طرف سے اور پوری دنیا کی انسانی حقوق کی تنظیموں کی طرف سے مذمت کرتا ہوں۔ میں اس House کی وساطت سے پاکستان کے اپنے مسلمان بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمیں اس کا reaction peaceful طریقے سے کرنا چاہئے، ہم بین الاقوامی عدالت میں بھی جائیں، ہم وفاقی حکومت سے بھی کہیں اور ہمیں اس حوالے سے صوبے میں عوامی سطح پر بھی campaign launch کرنی چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی مذہب کے خلاف بات کرنا، کسی بھی شخص کے مذہبی جذبات کو کسی بھی عمل کے ساتھ ٹھیس پہنچانا یا اس کی تضحیک کرنا باعث مذمت اور باعث شرم ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

امریکہ میں جو ٹیری جونز نے کیا ہے ہم اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔ میں اس ایوان کے ذریعے امریکہ کی حکومت سے بھی مطالبہ کرتا ہوں کہ اگر آپ مذہبی اور انسانی حقوق کے علمبردار ہیں تو اس لعنتی کے خلاف قانونی طور پر action لیں۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج پاکستان میں مسلمان جو احتجاج کر رہے ہیں پاکستان کے تمام مسیحی اور باقی اقلیتیں اس احتجاج کی مکمل طور پر حمایت کرتی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، جوئیل عامر سہوترا!

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اپنے معزز بھائی پرویز رفیق صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہتا ہوں کہ ٹیری جونز جو کہ ایک نام نہاد پادری ہے، کسی بھی recognized church سے اس کا تعلق نہ ہے، اس نے جو ناپاک جسارت امریکہ میں قرآن پاک کو جلا کر کی ہے ہم اس کو condemn کرتے ہیں، اس کی بھرپور انداز میں مذمت کرتے ہیں، اسی سلسلہ میں آج تمام مسیحی ممبران پنجاب اسمبلی نے اپنے بازوؤں پر کالی پٹیاں باندھ کر اپنی تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جب ہم اپنی Christianity اور اپنی مسیحی تعلیم کو دیکھتے ہیں تو ہمیں Jesus Christ کی طرف سے پہلا حکم ہے کہ ہم نے کسی بھی مذہب کی توہین نہیں کرنی۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ ہم نے آپ کی بات سن لی۔ جی، جناب خلیل طاہر سندھو صاحب!

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ یہاں پر میرے دوسرے مسیحی بھائیوں نے جس طرح سے نام نہاد پادری ٹیری جونز کو condemn کیا ہے میں بھی ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہوئے،

From the whole Christian community of Pakistan. I also agitate against that allegedly pastor who is not pastor, he was not in any ceremony, he was in Germany and he was caught red headed in the theft there and he was thief in Germany. But now he is in the USA and there were only thirty people with him when he was doing this very what we can say what he did…..

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے آوازیں "اردو میں بات کریں")

MR. DEPUTY SPEAKER: Please order in the House

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں اردو میں بات کرتا ہوں۔ میری مؤدبانہ گزارش یہ ہو گی کہ جہاں پر ہم ان کی مذمت کر رہے ہیں وہاں پر

آج میں اس معزز ایوان کی وساطت سے خصوصاً وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ فوری طور پر امریکہ کی سفیر کیمرون منٹر کو دفتر خارجہ میں طلب کر کے اس بات پر نہ صرف معافی طلب کی جائے بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ معافی سے کام نہیں چلے گا کیونکہ یہ پوری دنیا کے امن، solidarity اور human rights norms کو تباہ کرنے کی سازش، کوشش اور کاوش کی گئی ہے۔
Secondly, I will urge an other point and the Federal Government has to force to that point also

کہ فوری طور پر Human Rights Council کا سولہواں اجلاس بلایا جائے۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! انہیں کہیں کہ اردو میں بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی کر کے House کے decorum کا خیال رکھیں جب معزز ممبر بات کر رہا ہو تو خاموشی کے ساتھ سنا کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! مجھے دکھ یہ ہو رہا ہے کہ میں قرآن پاک کی بے حرمتی کرنے والے شخص پر لعنت بھیج رہا ہوں اور وہ وہاں پر بیٹھ کر ہنس رہی ہیں۔ .But anyhow thank you very much میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ UNO Human Rights Council کا سولہواں سیشن چل رہا ہے، وہاں پر جنیوا میں ہمارے permanent representatives ہیں ان سے گزارش کی جانی چاہئے کہ وہ UNO کے اس سیشن میں اس بات کے حوالے سے intervention لائے، اس بات کو وہاں پر اٹھایا جائے اور پوری دنیا کو نہ صرف پاکستانی قوم بلکہ پوری Christian community کا concern بھی بتایا جائے کہ ہم سب کے سب پاکستانی مسیحی بھی بطور ایک قوم اس نام نہاد پادری کی مذموم ناپاک جسارت کی مذمت کرتے ہیں بلکہ کوشش کریں گے کہ اگر وہ کبھی مل جائے تو اس کی مرمت بھی کریں۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کامران مائیکل صاحب!

وزیر برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جیسا کہ آج پورے پاکستان میں ملک گیر ہڑتال کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس میں ہم تمام مسیحی بھی اپنے تمام مسلمان بھائیوں کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے اس ٹیری جونز نے جو ناپاک جسارت کی ہے اس کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ امریکہ میں رونما ہونے والے واقعات کو یہاں

پر موجود Christianity سے جوڑ دیا جاتا ہے یہ مناسب نہیں ہے۔ مزید میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ امریکہ ہمارا رشتہ دار نہیں ہے، ہمارے رشتے دار تو آپ لوگ ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)
ہم نے صدیوں پر محیط سفر اکٹھے طے کیا ہے جس محبت پر سفر محیط تھا وہ ہم نے اکٹھے طے کیا ہے اور ایسے ناپاک لوگ جو اس محبت میں دراڑیں ڈالنا چاہتے ہیں ہم سب کو مل کر ان کا مقابلہ کرنا ہو گا۔ آج میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جس طریقے سے فلوریڈا کے اس چرچ میں وہ ٹیری جونز نامی شخص جو نام نہاد پادری ہے وہ ایک weapon carry کرتا ہے، اس نے اپنی پتلون کے ساتھ ایک پستول لگایا ہوتا ہے جیسے cowboy series کا ہیرو ہوتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسیحا کی تعلیم نہیں ہے۔ ہم لوگ تو حلیمی، فروتنی اور امن کی بات کرنے والے لوگ ہیں اور ہم اس شہزادے کو ماننے والے لوگ ہیں جس نے امن کا درس دیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)
میں سمجھتا ہوں کہ ہم محبت، اخوت، باہمی رواداری اور مذہبی رواداری کو فروغ دینے والے لوگ ہیں۔ ہم تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمیشہ جب بھی کسی دوسرے ملک میں ملک کی نمائندگی کی ہے تو پاکستان کا جو مسخ شدہ چہرہ چند انتہا پسندوں نے اسے خوبصورت بنا کر پیش کیا ہے تو ہم ایسے نام نہاد پادری کو condemn کرتے ہیں اور آج اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہوئے تمام مسیحی ارکانِ اسمبلی نے کالی پٹیاں بھی باندھی ہوئی ہیں اور آج ہم اس فورم کی وساطت سے اور اس فورم کو تاریخی فورم بناتے ہوئے علامتی واک آؤٹ بھی کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ واک آؤٹ کر رہے ہیں؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے سب دوست بات کر لیں اس کے بعد اکٹھا ہی بائیکاٹ کر لیں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے تمام ممبران کے نام لکھ لئے ہیں، میں باری باری سب کو floor دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ چونکہ اقلیتی ممبران واک آؤٹ کر رہے ہیں اس لئے میں انجینئر شہزاد الٰہی کی بات پہلے سُن لوں otherwise سوہنا صاحب نے بولنا تھا۔ جی، شہزاد الٰہی صاحب!

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! نہ صرف پنجاب بلکہ پورے پاکستان کی minorities اس دُکھ کی گھڑی میں برابر کی شریک ہیں۔ میرے بھائیوں نے جو بات کی ہے میں اس حوالے سے ایک بات کروں گا کہ امریکہ دوسرے ممالک پر تو یہ مسلط کر دیتا ہے کہ فلاں دہشت گرد ہے، فلاں دہشت گرد ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج امریکہ میں دُنیا کی سب سے بڑی دہشت گردی ہوئی ہے۔ وہاں ایک مذہبی کتاب کو جلایا گیا ہے، اس کو شہید کیا گیا ہے۔ امریکہ کو چاہئے کہ سب سے پہلے ٹیری جونز پر حملہ کرے، اس کے ساتھیوں پر حملہ کرے جنہوں نے یہ گستاخانہ کام کیا ہے۔

(اس مرحلہ پر ماسوائے انجینئر شہزاد الٰہی تمام معزز اقلیتی ممبران
ایوان سے علامتی واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مختصر کر لیں کیونکہ آپ کے ساتھی واک آؤٹ کر گئے ہیں تو آپ بھی مختصراً اپنا point of view بتا کر ان کے ساتھ ہی jointly walkout کر لیں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! ہم تمام پاکستانی مسیحی اور دوسرے مذاہب کے لوگ اس غم کی گھڑی میں برابر کے شریک ہیں۔ آج پنجاب اسمبلی کے تمام اقلیتی ممبران نے سیاہ پٹیاں باندھی ہیں۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ کل تمام پاکستانیوں خصوصاً پنجاب کے مسیحیوں نے شملہ پہاڑی میں اور پاکستان مسلم لیگ (Minority Wing) نے اظہارِ یکجہتی کے لئے احتجاج کیا ہے۔ آج بھی ہم تمام مسیحی خصوصاً پنجاب کے مسیحی اپنے علماء اور ساتھیوں کے ساتھ احتجاج میں شمولیت کریں گے۔ بہت شکریہ

(اس مرحلہ پر معزز اقلیتی ممبر انجینئر شہزاد الٰہی بھی ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، سوہنا صاحب!

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، میں نے آپ کا نام لکھا ہوا ہے، میں سب کو floor دوں گا۔ سپیکر صاحب مجھے ایک لِسٹ دے کر گئے ہیں مجھے اس کو follow کر لینے دیں۔ جی، سوہنا صاحب!

وائس چانسلر یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کی جانب سے اپنے بیٹے کے لئے ایم بی بی ایس کے امتحانی قواعد کی خلاف ورزی کا انکشاف

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! ایک issue اخبارات میں مسلسل چھپ رہا ہے، مضامین لکھے جا رہے ہیں اور ٹی وی چینلز کل سے اس پر پوری documentaries دکھا رہے ہیں۔ Issue یہ ہے کہ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے rules کے مطابق جب تک کوئی بچہ 75 فیصد حاضریاں پوری نہیں کرتا یا send up exams pass نہیں کرتا تو وہ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے سالانہ امتحانات میں نہیں بیٹھ سکتا۔ یہ rules کی بات ہے۔ کچھ لوگ ہائیکورٹ میں گئے جن کی حاضریاں کم تھیں لیکن ہائیکورٹ نے بھی ان کو ریلیف نہیں دیا۔ اب اخبارات کے ذریعے سے یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے وائس چانسلر کے اپنے بیٹے کے متعلق یہ بات سامنے آئی ہے کہ واہ میڈیکل کالج کے پرنسپل نے ہر سال انہیں لکھا کہ ان کی حاضریاں 48 فیصد ہیں، 32 فیصد ہیں، 30 فیصد ہیں اور send up exams بھی اس نے clear نہیں کئے لیکن یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز نے اس کو میڈیکل کے ہر سال کے امتحان میں بیٹھنے کی اجازت دی۔ یہ ریکارڈ کا حصہ ہے۔ ایک وائس چانسلر اپنے بچے کے ساتھ کیا کر رہا ہے؟ جو دوسرے لوگوں کے ساتھ ہوا، جو انتظامی اور معاشی معاملات ہوئے وہ اپنی جگہ پر لیکن ایک وائس چانسلر نے اپنے بیٹے کے لئے اور میں آپ کو ان وائس چانسلر صاحب کے کل کے الفاظ سُناتا ہوں انہوں نے ایک ٹی وی چینل کے اوپر یہ کہا اور میں نے خود یہ بات سُنی کہ جس طرح کلمہ شریف میں زیر زبر کا فرق نہیں کیا جا سکتا اسی طرح سے یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے rules میں زیر زبر کا فرق نہیں کیا جا سکتا لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنے بیٹے کو جس کی حاضریاں پوری نہیں تھیں اور میڈیکل کالج کے پرنسپل اس وائس چانسلر کو باپ کی حیثیت سے بھی لکھتے رہے ہیں اور یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے وائس چانسلر کی حیثیت سے بھی لکھتے رہے ہیں کہ آپ کا بیٹا eligible نہیں ہے کہ وہ یونیورسٹی کے امتحان میں بیٹھے۔ اس کے باوجود اس بچے کو یونیورسٹی کے امتحان میں بٹھایا گیا اور اگر آپ مجھے موقع دیں تو میں تفصیلات میں جا کر آپ کو بتا سکتا ہوں اور اس House کو مطمئن کر سکتا ہوں کہ ہر امتحان سے پہلے اس بچے کے لئے میڈیکل پیپرز کیسے آؤٹ کئے گئے اور وہ بچہ جو کلاس میں بھی نہیں جاتا تھا، جس نے send up exams بھی پاس نہیں کئے جب اس نے MBBS کا امتحان دیا تو وہ gold medalist نکلا اس کو gold medal ملے۔ یہ اتنی بڑی بے قاعدگی ہے۔ اب میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور میرا آپ سے یہ سوال ہے کہ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کی تاریخ میں جن کے پرنسپل نے یہ لکھا ہو کہ اس

نےsend up امتحان پاس نہیں کیا یا اس کی 75 فیصد حاضریاں نہیں ہیں اور اس کے باوجود ان کو امتحان میں بیٹھنے کی اجازت دی گئی ہو، ایک بھی بچہ ایسا نہیں ہے سوائے اس وائس چانسلر کے اپنے بیٹے کے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وائس چانسلر نے سب سے بڑی زیادتی اپنے بچے اور بیٹے کے ساتھ کی۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس House کی ایک کمیٹی بنائیں تاکہ ہم حقائق آپ کے سامنے لے کر آئیں، پھر اس House کے سامنے لے کر آئیں اور House یہ فیصلہ کرے کہ پنجاب کے اتنے اہم ادارے کے اندر اس طرح کی بے قاعدگی کیوں ہو رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: خالد بلوچ صاحب!

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! میں اسی issue پر بات کرنا چاہتا ہوں جو بہت ضروری بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے میں جناب اشرف سوہنا صاحب کو درست کر دوں جسے یہ پرنسپل کہتے رہے ہیں وہ پرنسپل نہیں وائس چانسلر ہیں۔ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز جب سے بنی ہے وہ تب سے وہاں پر تعینات ہیں اور اس دوران جتنی بھی حکومتیں آئی ہیں انہوں نے اسے appreciate کیا ہے۔ اس لحاظ سے appreciate کیا ہے کہ وہ ہر لحاظ سے انتہائی competent بندے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! پہلے آپ میری بات سن لیں۔ House کے سامنے جو بات آئی ہے وہ یہ آئی ہے کہ وہاں پر illegality ہوئی ہے، وہ چاہے جتنا مرضی صاف ستھرا انسان ہو یہ illegality ہوئی ہے یا نہیں ہوئی؟

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! Professor of Psychiatrist سے انہیں یہاں لایا گیا اور یہ اس یونیورسٹی کو صحیح run کر رہے ہیں۔ اس پر اب تک کوئی ایسا داغ نہیں تھا جہاں تک اس کے بیٹے والی بات ہے may be یہ صحیح کہہ رہے ہوں میں ان سے اختلاف نہیں کرتا مگر اس کے لئے کل ایک بڑے اچھے چینل سے یہ بات سامنے آئی ہے، ڈاکٹر سعید الہٰی جو ہمارے محکمہ صحت کے پارلیمانی سیکرٹری ہیں انہوں نے کہا ہے کہ ہم ایک انکوائری کمیٹی تشکیل دے رہے ہیں جو ان کی بھی demand ہے تو ہمیں دونوں کا point of view سننے کے بعد فیصلہ کرنا ہے۔ میری اس معزز House سے

گزارش ہے کہ جو بھی اس پر فیصلہ ہو اس پر عملدرآمد ہو لیکن اس سے پہلے suspension کی بات کرنا مناسب نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلی بات یہ ہے کہ یہ House کسی حکومتی کمیٹی کے تابع نہیں ہے۔ House کے پاس اپنا اختیار ہے، اپنی طاقت ہے اس لئے وزیر قانون صاحب! میرے خیال میں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اگر ایک چیز point out ہوئی ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں معاملہ یہ ہے کہ یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے کہ آپ ایک چینل یا اخبار سے خبر پڑھ لیں، اس کے بعد یہاں آکر ایک پوری داستان بنا کر سنادیں اور اس کے بعد کہیں کہ کمیٹی قائم کر دیں۔ House کا ایک procedure ہے اس procedure کے مطابق یہ آئیں، یہاں پر Adjournment Motion لائیں یا قرارداد لائیں۔ اس کا متعلقہ یونیورسٹی / وائس چانسلر جو بھی متعلقہ آدمی ہے اس سے جواب آئے۔ سوال اور جواب دونوں کو دیکھنے کے بعد اگر Chair یہ سمجھے کہ اس پر کمیٹی بننی چاہئے تو کمیٹی بنائی جائے یا House اگر سمجھے کہ کمیٹی بنائی جائے تو پھر بنائی جائے۔ اس طرح سے یکطرفہ طور پر میں سمجھتا ہوں کہ House کے procedure کو violate نہیں کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب اشرف سوہنا صاحب!

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! اخبارات میں یا ٹی وی چینلز پر داستانیں نہیں چھپتیں۔ ذمہ دار لوگ ہیں، لوگوں کے سامنے حقائق لے کر آتے ہیں۔ میں نے یہاں داستان بیان نہیں کی بلکہ ذمہ داری کے ساتھ حقائق بیان کئے ہیں۔ میں خود مطالعہ کر کے، documents دیکھ کر یہاں پر تذکرہ کر رہا ہوں۔ میں آپ سے ملتمس ہوں کہ اس موضوع پر میری ایک تحریک التوائے کار ہے آپ اس کی out of turn اجازت دے دیں۔ میں اس کو پیش کر دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو ایک بات بتاؤں، ہماری جو Business Advisory Committee ہے اس میں تینوں جماعتوں کے پارلیمانی لیڈر موجود ہیں اور ان کے representatives بھی، وہاں پر جس تحریک التوائے کار کو out of turn take up کرنے کی منظوری دیں گے وہ یہاں پر take up ہو جائے گی۔ آپ اس سلسلے میں راجہ ریاض صاحب، چودھری ظہیر الدین خان صاحب اور راناثناء اللہ خان صاحب کی کمیٹی میں یہ معاملہ بھیج دیں اگر وہ کہیں گے تو ہم اسے out of turn take up کر

لیں گے کیونکہ یہ صرف آپ کی بات نہیں ہے اور بھی بہت سے ممبران کی تحاریک آتی ہیں اس لئے ہم نے اس پر ایک principle وضع کر دیا ہے۔ آپ اس کو لے آئیں اور سوموار والے دن ہم اس کو take up کر لیں گے۔ دوسرا سیکرٹری صاحب نے مجھے ابھی بتایا ہے کہ یہ issue بھی فیڈرل گورنمنٹ کا ہے اس پر تحریک التوائے کار پیش نہیں ہو سکتی۔ آپ چاہیں تو اس پر قرارداد لے کر آ سکتے ہیں۔ اس سے بہتر بھی ایک طریق کار موجود ہے جس طرح وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ اس مسئلے پر پہلے ہی ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے وزیر قانون صاحب اس کمیٹی کی رپورٹ منگوا لیں اور اس سے House کو apprise کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر تو یہ معاملہ فیڈرل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے پھر سوہنا صاحب اس معاملے کی اپنے گھر سے ہی خبر لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ فیڈرل گورنمنٹ سے جواب لے کر خود ہی House کو بتائیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! پہلے بھی اس مسئلے پر اس ایوان میں بات ہو چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر تو یہ معاملہ فیڈرل گورنمنٹ کا ہے پھر تو آپ کو چاہئے کہ اس House کو apprise کریں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! میں آپ سے گزارش کرنا چاہوں گی کہ آٹھویں ترمیم کے بعد یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے تمام اختیارات صوبوں کو منتقل ہو گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر ایسے بات نہ کریں۔ سوہنا صاحب! آپ اسے check کر لیں اور پھر سوموار والے دن ہمیں بھی اس پر apprise کریں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میری ایک قرارداد کافی عرصہ سے pending چلی آ رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! شیخ علاؤالدین صاحب نے ایک قرارداد دی ہوئی ہے کیا یہ discuss ہوئی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے مجھ سے بات کی تھی لیکن میں نے ان سے گزارش کی تھی کہ House کا agenda complete ہونے کے بعد اس کو take up کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! House کا business complete کر کے پھر اس کو take up کرتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! یہ بہت ضروری ہے اگر اس کو take up کر لیا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ اس کو آج take up کر لیں گے۔ اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ سب سے پہلے جناب اعجاز احمد کاہلوں صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 11 ہے۔ وزیر قانون صاحب! اس تحریک استحقاق کو pending کیا گیا تھا، اب اس کا جواب آیا ہے یا نہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس کو آپ سوموار تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک استحقاق کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا اس لئے اسے سوموار تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب والا! یہ پہلے بھی کافی دفعہ pending ہو چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی بات نہیں، سوموار تک اس کا جواب ضرور لے لیں گے، آپ بے فکر رہیں اور تشریف رکھیں۔ اس کے بعد چودھری محمد طارق گجر صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 12 ہے۔ وزیر قانون صاحب! اس کا جواب آیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کو بھی سوموار تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک استحقاق کو بھی سوموار تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 14 چودھری محمد ارشد صاحب کی ہے۔ جی، ارشد صاحب!

سیکرٹری آبپاشی کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ نامناسب روّیہ

چوہدری محمد ارشد: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ ضلع ساہیوال میں پنجاب اریگیشن ڈرینج اتھارٹی(PIDA) کے تحت کھال کمیٹیوں کے الیکشن منعقد ہوئے۔ الیکشن کے دوران ایکسیئن(LBDC) لوئر باری دوآب نے کرپشن کرتے ہوئے متعدد کھال کمیٹیوں کے چیئرمینوں کے بغیر الیکشن کرائے اپنے من پسند لوگوں کے جعلی نوٹیفکیشن جاری کر دیئے۔ جس پر میں مذکورہ ایکسیئن سے رابطہ کے لئے بارہااس کے دفتر گیا لیکن اس نے ہر مرتبہ مجھ سے چشم پوشی کرتے ہوئے ملنے سے گریز کیا۔ اس پر میں نے مذکورہ ایکسیئن کی شکایت سیکرٹری (اریگیشن) کے دفتر جا کر کی۔ سیکرٹری (اریگیشن) نے پہلے تو مجھ سے ملنے سے انکار کیا لیکن پھر اچانک جب ایک دن مجھے پتا چلا کہ سیکرٹری (اریگیشن) اپنے دفتر میں موجود ہیں تو میں فوراً ان سے ملنے ان کے دفتر حاضر ہوا۔ مجھے دیکھتے ہی موصوف نے آنکھیں ماتھے پر رکھتے ہوئے انتہائی متکبرانہ انداز میں مجھ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ آپ میرے پاس کیا لینے آئے ہیں؟ میں نے کہا کہ میں آپ کے ایکسیئن (LBDC) ساہیوال کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ وہ انتہائی کرپشن میں ملوث پائے گئے ہیں تو اس پر سیکرٹری (اریگیشن) نے سیخ پا ہوتے ہوئے کہا کہ آپ کو سرکاری کاموں میں مداخلت کی ضرورت نہ ہے لہذا آپ میرے دفتر سے چلے جائیں اور بے جا مجھے تنگ نہ کریں۔ میں نے کہا بحیثیت ایک منتخب نمائندہ میں آپ سے ملنے کا استحقاق رکھتا ہوں۔ اس پر موصوف نے کہا کہ میں سب استحقاق وغیرہ سمجھتا ہوں۔ آپ مجھے یہ نہ بتائیں اور میری مزید بات سننے سے انکار کر دیا۔ اس پر میں نے ان کے دفتر سے واپس آنا ہی خیریت جانا۔ آج مورخہ 22-مارچ 2011 اجلاس کے فوراً بعد سیکرٹری (اریگیشن) مجھے اسمبلی حدود کے اندر ملے۔ اس دوران میرے ساتھ میاں اعجاز شفیع، محترمہ صبا صادق اور چند دیگر معزز ممبران اسمبلی بھی تھے۔ اس ملاقات میں مذکورہ سیکرٹری (اریگیشن) کا روّیہ نہایت تحکمانہ تھا جسے میں یہاں بیان کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ مذکورہ سیکرٹری (اریگیشن) کا ہر دو جگہ پر میرے ساتھ ناقابل برداشت روّیہ ظاہر کرتا ہے کہ ایک ایم پی اے کے ساتھ وہ اس طرح پیش آتے ہیں تو عام آدمی کے ساتھ ان کا کیسا روّیہ ہوگا؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔"

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف محترمہ آمنہ الفت،
سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ سیمل کامران اور محترمہ ثمینہ خاور حیات
اپنی نشستوں سے احتجاجاً کھڑی ہو گئیں اور "لوٹا لوٹا" کی نعرہ بازی کی)

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔Order in the House. Order in the House.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! ایک منٹ آپ تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی،
محترمہ سیمل کامران اور محترمہ ثمینہ خاور حیات کی طرف سے "لوٹا لوٹا" کی نعرہ بازی)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہم کسی لوٹے کی بات نہیں سنیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں اور میری بات سنیں۔ This is no way. اور House کے decorum کا خیال رکھیں، تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! ہم آپ کی بات سنیں گے لیکن کسی لوٹے کی بات نہیں سنیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: ہم کسی لوٹے کی بات نہیں سنیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں، میری بات سنیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! آپ کی بات سنیں گے لیکن لوٹے کی بات نہیں سنیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور میری بات بھی سن لیں۔ میں صرف آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس House کے اندر جتنے ممبران ہیں ان کی عزت، احترام، تکریم اور ان کا استحقاق۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت: لوٹے کا کوئی استحقاق نہیں ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے میری بات سن لیں۔ اپنے اندر Chair کی بات سننے کا حوصلہ پیدا کریں۔ آپ کی طرف سے ان کے خلاف ایک reference بھیج دیا گیا ہے۔ دیکھیں جہاں بھی مہذب معاشرے ہوتے ہیں، جہاں ہم decorum of the House کی بات کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف محترمہ آمنہ الفت،
سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ سیمل کامران اور محترمہ ثمینہ خاور حیات
اپنی نشستوں سے احتجاجاً کھڑی ہو گئیں اور "لوٹا لوٹا" کی نعرہ بازی کی)

بات سنیں۔ This is no way.

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! مگر ہم لوٹے کی بات نہیں سنیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ایک معزز ایوان کی ممبر ہیں، اس ایوان کے تقدس کا خیال رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: لوٹے کی بات نہیں سنیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بیٹھ کر بول سکتی ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: لوٹا بول سکتا ہے تو میں کیوں نہیں بول سکتی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں بول سکتیں۔ This is no way. آپ کو میں اس بات کی اجازت نہیں دوں گا۔ اس House کی ایک تاریخ ہے، اس House کا باقاعدہ ایک decorum ہے جس کے اندر آپ اس House کو dictate نہیں کر سکتیں۔ This is no way.

محترمہ آمنہ الفت: لوٹا بول سکتا ہے تو میں کیوں نہیں بول سکتی؟ میں بھی اس House کی معزز ممبر ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر حزب اختلاف محترمہ آمنہ الفت
ایوان سے واک آؤٹ کر گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا نوٹس آج ہی موصول ہوا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہوگی کہ اس کو منگل تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! اس کے اندر چودھری مونس الٰہی کے حوالے سے بھی ایک تحریک 24 تاریخ تک کے لئے pending تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب میرے پاس موجود ہے لیکن میری یہ گزارش ہے کہ چودھری ظہیر الدین صاحب جس دن موجود ہوں اُس دن آپ اسے take up کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، پھر اس کو بھی سوموار تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ خواجہ محمد اسلام صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر

جنرل سیلز ٹیکس کو ختم کر کے تاجروں کے مشورے سے ٹیکس وصول کرنے کا مطالبہ

خواجہ محمد اسلام: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں جنرل سیلز ٹیکس کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارا ملک جس کی معیشت پہلے ہی ایک ڈوبتی ناؤ ہے۔ جس ملک میں سوئی گیس کا بحران ہو، بجلی ناپید ہو، دھاگہ دستیاب نہ ہو، کیمیکل کی قیمتیں آسمان کو چھو رہی ہوں، فیکٹریاں بند ہوں اور ان حالات میں جبکہ مزدور بھی بے روزگار ہو اس ملک میں سیلز ٹیکس ایک ایسا میزائل ہے جو نہ صرف فیکٹریوں کو، industries کو بلکہ اس ملک کی معیشت کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ سیلز ٹیکس ان حالات میں 'مرے کو مارے شاہ مدار' والی بات ہے۔ آج پورا ٹیکسٹائل یونٹ سراپا احتجاج ہے۔ فیصل آباد میں سائزنگ بند ہے، فیصل آباد میں all Pakistan Textile Processing Unit بند ہے، پاور لوم میں جو کبھی فیصل آباد میں چڑیوں کے چہچہانے کی آواز پیدا کرتی تھیں آج وہاں پر "ہو" کا عالم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انڈسٹری پہلے ہی بوجہ سوئی گیس، بوجہ بجلی، بوجہ کیمیکل، بوجہ دھاگہ default کے قریب ہے بلکہ 80 فیصد فیکٹریاں default ہو چکی ہیں۔ یہ sales tax ایک ایسا unexpected میزائل ہے جو کسی بھی شکل میں پاکستان کی انڈسٹری اور فیکٹریوں کے لئے ناقابل قبول ہے۔

جناب سپیکر! آج پاکستان کے تمام تاجران export کی وجہ سے تباہی کے دہانے پر پہنچ چکے ہیں۔ فیصل آباد میں سائزنگ ٹیکسٹائل پروسیسنگ، پاور لوم، ڈائنگ بلکہ آل پاکستان ٹیکسٹائل پروسیسنگ یونٹ ہڑتال پر جا چکے ہیں، پورا فیصل آباد سراپا احتجاج بن چکا ہے۔ پاکستان کے تاجر محب وطن ہیں، پاکستان کے تاجر درد دل رکھتے ہیں، پاکستان کے تاجر اس ملک کی معیشت مضبوط کرنا چاہتے ہیں، وہ ٹیکس دینا چاہتے ہیں لہٰذا اس سلسلے میں میری اس forum سے گزارش ہے کہ جو تاجر اس کے ساتھ relevant ہیں وفاقی حکومت ان کے ساتھ مشاورت کرے۔ یہ تو اپنے من پسند لوگوں کو بلا کر بات کرتے ہیں جن میں ایک اعجاز گوہر ہے جس کی سپننگ مل ہے، وہ کیا ہے؟ [******]

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر صفحہ نمبر 606 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں، ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھیں اور House کے decorum کا خیال رکھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ ٹیکس کچی آبادیوں پر نہیں بلکہ ملوں پر لگا ہے لیکن انہیں تو وفاقی حکومت کا فوبیا ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز، تشریف رکھیں۔ خواجہ صاحب! آپ wind up کریں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ! آپ تشریف رکھیں۔ معزز ممبران سے گزارش ہے کہ House کے decorum کا خیال رکھیں۔ محترمہ! میں نے وہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے ہیں آپ تشریف رکھیں۔ جی، خواجہ صاحب! آپ اپنی بات wind up کریں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! مہنگائی کی وجہ سے میرے ملک کے exporters بنگلہ دیش اور انڈیا منتقل ہو گئے ہیں۔ میرے ملک کے خلاف ایک بہت بڑی سازش ہو رہی ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ کچھ نادیدہ ہاتھ جو اس ملک کو production country سے trade country بنانا چاہتے ہیں، جو نہیں چاہتے کہ میرے ملک کی انڈسٹری پھلے پھولے، جو نہیں چاہتے کہ پاکستان کی export پھلے پھولے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ یہاں سے وفاقی حکومت کو گزارش کی جائے کہ وہ پاکستان کے ان relevant تاجروں کو، ان فیکٹری مالکان کو، ان انڈسٹری والوں کو بلا کر مشاورت کرے۔ پاکستان کے تاجر ٹیکس دینا چاہتے ہیں، وہ جس مد میں دینا چاہتے ہیں میں اسمبلی کے forum سے پورے دعوے سے کہتا ہوں کہ وفاقی حکومت جتنا جنرل سیلز ٹیکس اکٹھا کرنا چاہتی ہے اس سے زیادہ ملے گا۔ اگر ان تاجروں کو بلا کر اس ٹیکس کے خدوخال تیار کر لئے جائیں اور پلاننگ کر لی جائے تو پھر انشاء اللہ یہ ملک ترقی کرے گا اور اس کا شمار نہ صرف ایشیاء بلکہ دنیا کی ترقی یافتہ اور civilized قوموں میں ہو گا۔ اس سے پاکستان کی export بڑھے گی اور انڈسٹری پھلے پھولے گی لہذا میری گزارش ہے کہ اس سیلز ٹیکس کو ختم کر کے تاجر جس طرح ٹیکس دینا چاہتے ہیں ان سے اس طرح ٹیکس لیا جائے تاکہ فیکٹریاں چلیں، انڈسٹری بحال ہو اور پاکستان کی export بہتر ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ!

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں نہیں، آپ بات کر چکے ہیں اور ممبران نے پہلے نام لکھوائے ہوئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! محترمہ آمنہ الفت صاحبہ ناراض ہو کر چلی گئی ہیں میں نے کوئی بات کرنی ہے لہذا میری استدعا ہے کہ ان کو بُلا لیں اور پھر مجھے ٹائم دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے نہیں پتا کہ وہ ناراض ہو کر گئی ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جی، وہ ناراض ہو کر گئی ہیں اور میں نے یہی بات کرنے کے لئے دوبارہ آپ سے ٹائم مانگا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو آپ کو House کو پہلے بتانا چاہئے تھا کہ وہ ناراض ہو کر چلی گئی ہیں۔ فائزہ صاحبہ! آپ، رانا صاحب اور نگہت ناصر شیخ صاحبہ جائیں اور انہیں منا کر لائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے کوئی گزارش کرنی ہے لہذا ان کا یہاں ہونا بہت ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ماجدہ زیدی صاحبہ!

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران محترمہ نگہت ناصر شیخ اور محترمہ فائزہ احمد ملک، معزز خاتون ممبر محترمہ آمنہ الفت کو واپس ایوان میں لانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئیں)

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بلوچ صاحب! میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! ان کے بعد مجھے floor دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: شکریہ۔ جناب سپیکر! قرآن پاک کو جلانے کے واقعہ پر پوری امت مسلمہ سراپا احتجاج ہے اور لعنت ہو اس پادری پر جس نے یہ ناپاک جسارت کی۔ 21-مارچ کو میں نے یہاں پر سپیکر صاحب سے استدعا کی تھی تو انہوں نے کہا کہ میں ابھی تھوڑی دیر میں اس کا جواب دیتا ہوں لیکن وہ جواب ابھی تک نہیں آیا اور اس دن کے بعد مجھے آج ہی پوائنٹ آف آرڈر ملا ہے حالانکہ میں روزانہ کوشش کرتی رہتی ہوں۔ میں نے یہاں بات کی تھی کہ ہمیں ریمنڈ ڈیوس کی رہائی پر بحث کے لئے ایک دن مقرر کرنا چاہئے۔ اب اس کیس پر جج کا تفصیلی فیصلہ آ چکا ہے جس میں پنجاب حکومت پر بہت سارے سوالیہ نشان ہیں اور پاکستانی قوم کے بہت سارے سوالات ہیں جن کا اس House کو جواب دینا چاہئے کہ لواحقین

کہاں ہیں، دیت کی رقم کس نے ادا کی اور عباد الرحمٰن کے لواحقین کا کیا ہو گا؟ وفاقی حکومت کی طرف سے کچھ کچھ بیانات ہمارے سامنے آتے ہیں کہ دیت کی رقم کس نے دی ہم بتا نہیں سکتے۔

جناب سپیکر! پاکستان کی سالمیت اور پاکستان کے خون کا ایک سودا ہوا، اس ریمنڈ ڈیوس کو آناً فاناً رہا کر دیا گیا اور منٹوں میں اسے پاکستان کی حدود سے باہر بھیج دیا گیا۔ چونکہ یہ ملکی سالمیت اور پاکستان کی عزت کی بات ہے لہذا آپ اس پر بحث کے لئے ایک دن مقرر کریں اور میں اس پر آپ کی رولنگ چاہوں گی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر حزب اختلاف محترمہ آمنہ الفت واک آؤٹ
ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات important ہے، میں اس پر ابھی آپ کو بتاؤں گا۔ بلوچ صاحب! کاہلوں صاحب نے بڑی دیر سے کہا تھا لہذا پہلے وہ بات کر لیں آپ ان کے بعد بول لیجئے گا۔ دراصل میں نے نام لکھے ہوئے ہیں اور ایک fallow sequence کر رہا ہوں۔ آپ کی مہربانی۔

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! میں مختصر بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! میری صرف اتنی بات ہے اور already آپ نے بھی وہ بات کر دی ہوئی ہے۔ ابھی جو سینیٹ اور قومی اسمبلی کے مشترکہ اجلاس میں صدر زرداری صاحب کا خطاب ہوا وہاں اپوزیشن موجود تھی اور اپوزیشن نے اس طریقے سے اپنا احتجاج کیا کہ وہ اٹھ کر ایوان سے باہر چلے گئے لیکن انہوں نے وہاں کوئی بد تمیزی نہیں کی۔ اب آپ نے میری بات سننی ہے آمنہ الفت صاحبہ، ثمینہ خاور صاحبہ، ساجدہ میر پیپلز پارٹی کی بڑی پرانی اور اچھی روایتی عورت ہیں، کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہر بات میں یہ الٹ بات کر کے ہی اپنی اہمیت منواتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ کا کام نہیں بلکہ یہ Chair کا کام ہے۔ تشریف رکھیں۔

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: یہ پاگل پن ہے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: ان کو کیا حق ہے یہ بات کرنے کا، یہ کون ہیں بات کرنے والے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز میری بات سنیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: میں prove کر سکتا ہوں کہ یہ mentally disturbed ہیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟ تشریف رکھیں۔
محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ بات کرنے والے کون ہیں؟
جناب ڈپٹی سپیکر: بلوچ صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔
جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! I will prove کہ یہ mentally طور پر upset ہیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر: آپ House چلانا چاہتے ہیں؟
محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ہم سیاسی لوگ ہیں لیکن انہوں نے یہ غلط بات کی ہے۔
محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ جنرل جیلانی کا بچہ ہمیں اس طرح کہہ رہا ہے۔
شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ نے یہ House چلانا ہے تو دیکھیں کہ ڈاکٹر صاحب نے دوسری دفعہ floor لیا اور ایک out of the context بات کر دی ہے۔ ہمیں پتا ہے کہ غلطی ہو گئی ہے لہذا آپ انہیں request کریں کہ یہ بیٹھ جائیں چونکہ ہم نے House چلانا ہے۔ میں نے ایک ضروری بات کرنی ہے لہذا آپ مجھے ٹائم دے دیں، آپ نے ڈاکٹر صاحب کو دوسری دفعہ ٹائم دیا ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ جب میں یہاں پر بار بار کہتا ہوں کہ ---
جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! ---
جناب ڈپٹی سپیکر: This is no way! اگر treasury کے لوگ اس طرح کریں گے تو پھر House کس طرح چلے گا؟ پلیز تشریف رکھیں۔ رانا صاحب! ذرا تشریف رکھیں اور میری بات سن لیں۔ آپ کی بڑی مہربانی سب معزز ممبران تشریف رکھیں۔ شیخ صاحب! آپ بھی ایک منٹ تشریف رکھیں۔
جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! میں نے کوئی غیر پارلیمانی بات نہیں کہی، شیخ صاحب غلط کہہ رہے ہیں دوسرا اپوزیشن کی خواتین خواہ مخواہ ہر بات پر کھڑی ہو کر شور مچاتی ہیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر: بلوچ صاحب! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ میں بات کر رہا ہوں، آپ کو بیٹھ جانا چاہئے اگر حکومتی بنچوں پر بیٹھنے والے معزز ممبران اس طرح کریں گے تو پھر یہ House کیسے چلے گا؟ (قطع کلامیاں)

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ہم خوشامد کرنے کے لئے نہیں آئے۔ بلوچ صاحب نے ہمارے نام لے کر بات کیوں کی ہے، یہ ہمیں dictate کرنے والے یا ہمارے بارے میں بات کرنے والے کون ہوتے ہیں؟ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: Order please. Order in the House. ایک منٹ ذرا تشریف رکھیں۔ آپ کی بڑی مہربانی، سب تشریف رکھیں۔ شیخ صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ ساجدہ میر صاحبہ! تشریف رکھیں۔

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: خواتین ہاتھ لہرا لہرا کر باتیں کرتی ہیں، یہ کسی کو بولنے ہی نہیں دیتیں۔ اب یہ روّیہ ناقابل برداشت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بیٹھ جائیں۔ This is no way

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: اگر مجھے بات کرنے کی اجازت نہ دی گئی تو میں House سے walkout کر جاؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز ممبران! میں آج یہاں پر ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ House کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا ہے کہ ممبران ایک دوسرے کے خلاف تحاریک استحقاق پیش کر رہے ہیں۔ آپ پنجاب اسمبلی کے اندر چار گھنٹے حکومتی بزنس discuss کر لیں تو پھر بھی اخبار میں اس کی خبر نہیں چھپتی لیکن جو کچھ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہوا ہے اس کی اخبارات میں سُرخیاں لگ جاتی ہیں۔ آپ سب اپنے اپنے حلقوں کو represent کرتے ہیں اور عوام کی نمائندگی کرتے ہیں اس لئے خدا کا خوف کریں۔ ہم سب مل کر اس بات کو دیکھیں کہ ہم عوام کو کیا message دے رہے ہیں اور ہم عوام کو کیا دکھا رہے ہیں؟ میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ کسی کا نام نہ لیا کریں اگر آپ کسی کے خیالات کے ساتھ agree نہیں کرتے تو آپ سپیکر سے بات کریں، Chair کو مخاطب کر کے بات کریں اور Chair اس کا حل نکالے گی۔

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: یہ جو حزب اختلاف کی خواتین سارا دن ہمارے بارے میں باتیں کرتی ہیں ان کو بھی روکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: This is no way. خالد بلوچ صاحب! بیٹھ جائیں۔ تشریف رکھیں۔ زعیم قادری صاحب! خالد بلوچ صاحب کو بٹھائیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: یہ خواتین ہمارے نام لے لے کر باتیں کرتی ہیں، آپ ان کو بھی منع کریں۔ ہمیں آپ بات کرنے کی اجازت ہی نہیں دیتے۔ آپ مجھے بات کرنے کی اجازت نہیں دے رہے اس لئے میں احتجاجاً House سے walkout کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، جیسے آپ کی مرضی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب خالد امتیاز خان بلوچ ایوان سے walkout کر گئے)

جناب اعجاز احمد کاہلوں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: زعیم قادری صاحب! آپ جائیں اور خالد امتیاز خان بلوچ صاحب کو سمجھا کر اندر لے کر آئیں۔ جی، کاہلوں صاحب!

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک بڑے اہم issue کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں اس وقت 65 فیصد قیدی کالے یرقان کا شکار ہو چکے ہیں۔ اس مرض میں مبتلا قیدیوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ جیل کے اندر کوئی اس مرض کا ماہر ڈاکٹر موجود ہے اور نہ ہی ان قیدی مریضوں کو معیاری کھانا مل رہا ہے۔ اس حوالے سے انتظامیہ بالکل خاموش ہے اور اس موذی مرض میں مبتلا قیدیوں کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔ ویسے تو پنجاب حکومت کی طرف سے good governance کی بہت باتیں کی جاتی ہیں لیکن یہاں سے پچاس کلو میٹر دُور ایک جیل کے اندر جو حالات پیدا ہو چکے ہیں اس طرف انتظامیہ یا حکمرانوں نے کوئی توجہ نہیں دی۔ میری گزارش ہے کہ ان قیدیوں کے علاج معالجہ کے لئے حکومت پنجاب کو خصوصی ہدایت جاری کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر! یہاں سے پچاس کلو میٹر دور واقع جیل سے قیدی ہمیں خطوط لکھ رہے ہیں، اخبارات میں آ رہا ہے لیکن حکومت کی طرف سے ابھی تک کوئی اقدامات نہیں اٹھائے گئے۔ میری آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے گزارش ہے کہ ان بیمار قیدیوں کے علاج معالجہ کا بندوبست کیا جائے اور اس بیماری کو مزید پھیلنے سے روکنے کے لئے حفاظتی اقدامات کئے جائیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز احمد کاہلوں صاحب! بیشک یہ issue بہت بڑا ہے لیکن یہ پوائنٹ آف آرڈر پر اُٹھانے والا نہیں ہے۔ اس کے لئے اگر آپ ایک طریق کار کو follow کر لیں گے تو بہت اچھی بات ہو گی۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میں نے اس حوالے سے ایک تحریک التوائے کار بھی جمع کرائی تھی لیکن وہ reject ہو گئی اسی لئے میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر اس معاملے کو آپ کے سامنے اٹھایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی تحریک التوائے کار کسی وجہ سے ہی reject ہوئی ہو گی، میں اس کو check کر لیتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، فائزہ ملک صاحبہ!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ بات کرنے کا موقع عنایت فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میں آپ کی تحریک لینے لگا ہوں، ابھی تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے اس تحریک سے پہلے ایک بات کرنی ہے۔ مہربانی کر کے مجھے ایک منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ابھی تشریف رکھیں، میں بعد میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہم سب معزز ممبران اپنے گھر سے یہ سوچ کر آتے ہیں کہ یہاں ایوان میں عوام کے مسائل کا حل نکالیں گے۔ میرے بھائی اعجاز کاہلوں صاحب کی بات بالکل بجا ہے کہ ہماری تحاریک خواہ مخواہ reject کر دی جاتی ہیں۔ میرے پاس تحاریک التوائے کار کا ایک بہت بڑا پلندا موجود ہے جو کہ reject کر دی گئی ہیں۔ یہ سب کی سب اہم تحاریک التوائے کار ہیں لیکن ان کو reject کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کے علاوہ ہمارے پاس کوئی اور طریقہ نہیں رہ جاتا کیونکہ ہماری تمام تحاریک reject کر دی جاتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اگر آپ قاعدے کو پڑھیں تو یہ basically توجہ دلاؤ نوٹس بنتا ہے۔ جی، فائزہ ملک صاحبہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! آپ نے ابھی بڑی خوبصورت باتیں فرمائی ہیں اور وقت کی ضرورت بھی ہے کہ ہماری پارلیمنٹ ایک موثر role play کرے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ کہنے کی حد تک تو ہم بڑے خوبصورت انداز میں بات کر لیتے ہیں اور سن بھی لیتے ہیں لیکن ان پر عملدرآمد نہیں ہوتا۔ ہمارے اندر برداشت کا حوصلہ نہیں رہا اور ہم اپنی پرانی روایات کی پاسداری کرنا بھی بھول گئے ہیں۔ 2002 کی اسمبلی میں آپ ہمارے ساتھ حزب اختلاف کے ممبر رہے ہیں، رانا ثناء اللہ صاحب بھی ہمارے ساتھ حزب اختلاف میں تھے۔ اس اسمبلی کے اندر لوٹا ازم کی ایک روایت ڈالی گئی اور پیپلز پارٹی کے لوگوں کو توڑ کر Patriot Group بنایا گیا۔ آج ایک مرتبہ پھر اس پنجاب اسمبلی نے جمہوری روایت کو توڑتے

ہوئے لوٹا ازم کی سیاست کو فروغ دیا ہے اور آپ لوگوں نے بھی پنجاب اسمبلی کے اندر وہی کام دہرایا جو کہ 2002 کی اسمبلی میں کیا گیا تھا۔ اس وقت (ق) لیگ کے میرے بھائی اور بہنوں کے بالکل وہی جذبات ہیں جس طرح ہمارے جذبات ہوا کرتے تھے اور ہم لوٹوں کے خلاف آواز اٹھایا کرتے تھے یا ان کی مذمت کرتے تھے۔ آج اگر (ق) لیگ کے ساتھی یا ہم سب مل کر ایک غلط عمل کی مذمت کرتے ہیں تو یہ کوئی بُرا کام نہیں ہے۔ اس لوٹا ازم کے عمل نے میثاق جمہوریت کا مذاق اُڑایا ہے۔ اس وقت پاکستان کا جس طرح کا political scenario ہے، جس طرح کی ہماری critical situation ہے اگر ہم اس کو دیکھیں تو پھر میرے خیال میں ہمیں اس روایت کو نہیں دہرانا چاہئے تھا۔ آپ ایک بہت اچھے سپیکر ہیں۔ جس طرح سپیکر صاحب ہماری بات سنتے ہیں آپ بھی برداشت کا دامن اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑا کریں۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! یہ آپ کو مکھن لگایا جا رہا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! لوٹا کریسی کا ایک issue ہے اور اس کی مذمت کرنا ہمارا حق ہے۔ اگر کسی نے غلط قدم اٹھایا ہے، اپنی پارٹی کے ساتھ غداری کی ہے تو پھر ہمیں اس اسمبلی کے platform پر اس غداری کو point out کرنے سے نہ روکا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! خالد بلوچ صاحب ہمارے بھائی اور معزز ممبر ہیں۔ سب سے پہلے تو میں یہ کہوں گی کہ ان کو اندر بلایا جائے اور ان سے پوچھا جائے کہ ہم نے ان سے کہا کیا ہے؟ ہم نے کبھی بھی ان کی دل آزادی نہیں کی ہے۔ کیا یہ کہنا غلط بات ہے کہ وزیر قانون کی بجائے لوکل گورنمنٹ کے وزیر سوالات کے جوابات دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ساجدہ میر صاحبہ! میں نے پہلے ہی زعیم قادری صاحب کو بھیج دیا ہے کہ وہ خالد امتیاز خان بلوچ صاحب کو House میں واپس لے کر آئیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! پی سی ایس اور ڈی ایم جی گروپ کے افسران کے تنازع کو حل کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی تو اس کمیٹی نے اب تک کیا کام کیا ہے؟ خواجہ اسلام صاحب نے کہا کہ ٹیکس فیکٹریوں پر لگ رہا ہے اور میں نے ان کے جواب میں یہ کہا تھا کہ یہاں پر وفاقی حکومت کا فوبیا ہو گیا ہے۔ میں نے کہا تھا کہ کسی جھونپڑی یا کچی آبادی پر ٹیکس نہیں لگ رہا بلکہ فیکٹریوں پر لگ رہا ہے۔ کیا یہ

غلط باتیں ہیں؟ خالد بلوچ صاحب ہمارے بھائی ہیں اور میں دل سے ان کا احترام کرتی ہوں۔آپ ان کو اندر بُلائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے already زعیم قادری صاحب کو بھیج دیا ہے۔اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب خالد امتیاز خان بلوچ واک آؤٹ
ختم کرکے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے مجھے بھی ایک منٹ دینا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میں نے آپ کو ایک ہی دفعہ وقت دینا ہے، ابھی تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وہ علیحدہ بات ہے اور میں اس وقت کوئی اور بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ایک ہی دفعہ ساری باتیں کر لیجئے گا۔ جی، سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ایک دفعہ پھر ڈینگی وائرس نے ہمارے اس صوبے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: .Order in the House جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پچھلی دفعہ بھی پہلے سے حکمت عملی اختیار نہیں کی گئی تھی اور نامناسب سہولیات کی وجہ سے 10ہزار سے زائد لوگ اس بیماری میں مبتلا ہو گئے تھے۔ پچھلی دفعہ حکومت کی طرف سے یہاں پر جو اعداد و شمار بیان کئے گئے تھے وہ بالکل غلط تھے اور private labs and private hospitals کو بالکل ignore کر دیا گیا تھا۔اس مرض سے ہزاروں لوگ متاثر ہوئے اور بہت سارے لوگ لقمہ اجل بنے تھے۔ ڈینگی سے بچاؤ کے لئے جو fog کروائی گئی تھی وہ بالکل کارآمد نہیں تھی۔اس دفعہ پھر سے وہ ڈینگی کا مسئلہ شروع ہو گیا ہے۔آپ کے توسط سے under G-19 DCOs سے میری یہ گزارش ہے کہ خدا کے لئے commission culture چھوڑ کر عوام کی جانوں کی حفاظت کے بارے میں سوچیں کیونکہ لوگ پہلے بھوک اور فاقوں سے مرتے تھے اور اب مچھروں سے بھی مر رہے ہیں، یہ ہماری good governance کا حال ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے ایک اور گزارش کرنا چاہتی ہوں۔ I know that you are a political worker. اور میں لاء منسٹر صاحب کا بھی day one سے regard کرتی ہوں

اور end تک regard کرتی رہوں گی کیونکہ وہ بھی ایک political worker ہیں۔ یہاں پر جتنے political workers بیٹھے ہیں میرے ساتھیوں کی جگہ پر آ جائیں اور آپ جب ہماری جگہ پر آئیں گے تو آپ کے منہ سے بھی لفظ "لوٹا" ہی نکلے گا۔ آپ نے بجا فرمایا ہے کہ یہ پنجاب اسمبلی کی تاریخ ہے، واقعی یہ ہماری وہ سیاہ تاریخ ہے جس کو ہم چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہم political workers اپنی پارٹی کے لئے قربانیاں دیتے ہیں، ہم اپنی پارٹیوں کے لئے دھکے کھاتے ہیں اور اس طرح کے لوٹے لا کر ہمارے سروں پر بٹھا دیئے جاتے ہیں۔ میں اس مقدس ایوان میں کھڑے ہو کر یہ چیلنج کرتی ہوں کہ جب الطاف حسین اس صوبے کا وزیر اعلیٰ ہو گا تو یہی "لوٹے" اور "لوٹیاں" اُس کے Ministers and Advisors ہوں گے کیونکہ ان کے پاس "لوٹا" بننے کا کمال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! Point of order پر تقریر نہیں ہو سکتی لہذا آپ تشریف رکھیں۔

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بلوچ صاحب! ذرا ٹھنڈے ہو کر بات کرنی ہے۔

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! بالکل ٹھیک ہے، I am cool minded یہ ہمارے لئے قابل احترام ہیں، ہو سکتا ہے کہ میں نے جذبات کے اندر کوئی ایسی غلط بات کہہ دی ہو، مگر پیپلز پارٹی والے اور (ق) لیگ والے مجھے ایک چھوٹی سی بات کا جواب دیں کہ جب اس صوبہ پنجاب میں ایمرجنسی لگی تھی تو ان کے پاس کون سی اکثریت تھی کہ یہ ایمرجنسی کے اندر لوگوں کے پاس گئے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزبِ اختلاف کی طرف سے "لوٹے، لوٹے" کی نعرہ بازی)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آج وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس کون سی اکثریت ہے، ذرا numbers تو count کریں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ سب گورنر جیلانی کی پیداوار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

میں آپ کو بھی floor دیتا ہوں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ کوئی بھی پارٹی چاہے وہ گورنمنٹ میں ہو یا اپوزیشن میں ہو، خدارا اس ایوان کو یرغمال نہ بنائے اور ایک دوسرے کی بات سننے کا حوصلہ پیدا کرے۔

آپ کی بات بالکل درست ہے کہ تمام معزز ممبران باری باری بات کریں۔آپ معزز ممبران حزب اقتدار اور معزز ممبران حزب اختلاف کو برابر کا ٹائم دے رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران (ق) لیگ کی طرف سے اپنی نشستوں سے کھڑے ہو کر "آپ ہمارے گلے نہیں بند کر سکتے" کی نعرہ بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ یہ کیا کر رہی ہیں؟ اس طرح سے Chair کو dictate نہ کریں۔میں نے انہیں floor دیا ہے۔Let him talk۔جی، قادری صاحب!

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! میں صرف یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اچھی روایت نہیں ہے کہ یہ چار خواتین کھڑی ہو جاتی ہیں جبکہ ہر کسی کو بات کرنے کا حق ہے۔انہیں بھی اور ہمیں بھی بات کرنے کا حق دیا جا رہا ہے لہذا ایک دوسرے کی بات سنیں اور اس طرح سے ایوان کو یرغمال نہ بنائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔جی، قمر عامر چودھری صاحبہ!

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔میں اپنے معزز ممبر سے کہوں گی کہ اگر انہیں عزت افزائی سے بلا کر ایوان میں واپس لے آئے ہیں تو دوبارہ وہی ماحول پیدا نہ کریں۔(قطع کلامیاں)

میں آج ایوان کی کارروائی کے حوالے سے بات کروں گی۔ ہمارے پارلیمانی سیکرٹری آج کے وقفہ سوالات میں جس طرح کی تیاری کر کے آئے تھے اگر وہ اسی طرح ہی responsible رہے اور اُن کا non-serious attitude رہا تو میرا انہیں خیال کہ یہاں پر کوئی سوال پیش کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ وہ اس طرح کے جوابات دے رہے تھے کہ جیسے "سوال گندم اور جواب چنا۔" جب ہم یہاں سے اپنے حلقوں میں واپس جاتے ہیں تو ہماری عوام ہماری منتظر ہوتی ہے کہ آپ ہماری فلاح و بہبود کے لئے کیا کر کے آئے ہیں۔(قطع کلامیاں)

میں کسی کی ذاتیات پر بات نہیں کر رہی، یہ ہمارا حق ہے۔(قطع کلامیاں)

مجھے بولنے دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، دونوں sides میری بات سنیں۔یہ تحاریک التوائے کار کا وقت ہے کیونکہ میں announce کر بیٹھا ہوں اور تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا جا رہا ہے۔جی، محترمہ!

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی بات کر کے ختم کروں گی۔ ہم لوگ یہاں پر عوام کے مسائل حل کرنے کے لئے آتے ہیں اور یہاں پر ہمیں بولنے کا موقع دیا جاتا ہے۔یہ اپوزیشن کا

حق ہے کہ حکومت جہاں پر غلط ہے اُس کو point out کرے۔ آج اس گورنمنٹ کو تین سال ہونے کو ہیں، میں پوچھنا چاہوں گی کہ اس گورنمنٹ نے عوام کو کیا deliver کیا ہے لوڈشیڈنگ، مہنگائی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا point of order کیا ہے؟

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! میرا point of order یہی ہے کہ یہ حکومت باتوں کے جھانسے دیتی ہے لیکن عوام ان جھانسوں میں آنے والی نہیں ہے اس لئے عملی طور پر کچھ کرنے کا وقت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ہماری معزز ممبر ماجدہ زیدی صاحبہ نے ریمنڈ ڈیوس کے حوالے سے ابھی ایک point raise کیا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ واقعی یہ بہت important issue ہے۔ پاکستانی اور مسلمان ہونے کے حوالے سے یہ بہت بڑا سوالیہ نشان ہے کہ ریمنڈ ڈیوس کیس کے اصل حقائق کیا ہیں؟ کافی دنوں سے یہ مطالبہ ہو رہا ہے اور آپ سے یہ گزارش ہے کہ ریمنڈ ڈیوس کیس پر بحث کے لئے ایک دن مختص کیا جائے جس میں ریمنڈ ڈیوس کیس کے حوالے سے ہمارے ذہنوں میں جو سوالات ہیں، پنجاب حکومت اُن کا جواب دے تاکہ ہم قوم کے آگے سُرخرو ہو سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ (قطع کلامیاں)
دیکھیں! میں نے پہلے announce کیا تھا لیکن آپ نے سارا وقت point of orders میں ضائع کر دیا۔ اب ہم تحاریک التوائے کار Monday کو لیں گے۔ (قطع کلامیاں)
آپ تشریف رکھیں۔ میں سب کے نام نوٹ کر رہا ہوں اور باری باری سب کو ٹائم دوں گا لہٰذا آپ تشریف رکھیں۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف دو منٹ لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: House کا وقت دس منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے آج محترمہ آمنہ الفت صاحبہ سے request کی ہے کہ وہ واپس آئیں، بیٹھیں اور میری بات سن لیں۔ میں نے ان کو اس لئے بلایا تھا کہ میری ان سے کافی discussions ہوتی رہی ہیں۔ محترمہ پڑھنے لکھنے والی خاتون ہیں۔ اس House میں اور بھی معزز ممبر ایسے بیٹھے ہیں جو بہت پڑھنے لکھنے والے ہیں۔ آج موجودہ اجلاس کا پندرہواں دن ہے اور یہاں ہماری جو

کارکردگی ہے وہ سب کے سامنے ہے۔آپ اس پر آج، کل یا کسی بھی دن بحث کرالیں۔اگر میں ثابت نہ کر سکا تو میرے 47لوگ جو پارلیمانی پارٹی کا حصہ ہیں وہ بھی میرے ساتھ استعفیٰ دیں گے۔آپ میری بات کو صرف دو منٹ غور سے سن لیں پڑھنے لکھنے والے اس کا ابھی جواب دیں اگر نہیں دیتے تو میرے ساتھ Monday کو بیٹھ کر بات کرلیں یا آپ خصوصی اجلاس بلالیں۔میں arguments سے بات کروں گا کہ 1912 میں بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح بانکی پور گئے۔وہ کانگرس کے ممبر تھے مگر انھوں نے مسلم لیگ کے جلسے میں شرکت کی یہ تاریخی بات ہے اگر ثابت نہ کر سکوں تو استعفیٰ دوں گا۔انھوں نے سر آغا خان کو کہا کہ amendment کریں۔انھوں نے مسلم لیگ کے constitution میں amendment کی۔1913 میں کانگرس کے جلسے میں گئے، مسلم لیگ کے 28ویں سالانہ جلسے میں کراچی آئے اور اس کے بعد لکھنؤ گئے، مسلم لیگ join کی اور ambassador of unity بنے۔ آپ قوم کی بہتری کے لئے دونوں جماعتوں کے ممبر رہے۔1920 میں گاندھی سے اختلاف کے بعد کانگرس سے استعفیٰ دیا۔میں نے آج صرف ایک tip دی ہے۔میں اس پر دو گھنٹے بحث کروں گا اگر ثابت نہ کر سکوں تو استعفیٰ دوں گا۔محترمہ آمنہ الفت اس بات کا جواب دیں کہ کیا میں یہ بات غلط کہہ رہا ہوں؟ میری محترمہ آمنہ الفت سے اس موضوع پر علمی بات ہوتی رہتی ہے۔قائداعظم محمد علی جناحؒ تقریباً آٹھ سال دونوں جماعتوں کے ممبر رہے ہیں۔ہم نے تو اپنی جماعت ہی نہیں چھوڑی ہماری ایک پارلیمانی پارٹی ہے۔اس کے علاوہ دوسری بات ہے کہ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے اس پر یہ میرے ساتھ بات کرلیں۔ ان کے پاس بڑے بڑے brain ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا تجمل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! میں شیخ صاحب کو چیلنج کرتا ہوں۔انھوں نے بانی پاکستان کے حوالے سے جو گفتگو کی ہے اور جس چیز کو یہ clear کرنا چاہتے ہیں اس پر میں ان سے چیلنج کے ساتھ مناظرہ یا مذاکرہ کرنے کو تیار ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ ہماری قائداعظم محمد علی جناح سے جذباتی وابستگی ہے اس لئے یہ اپنی خامیوں اور غلطیوں کو justify کرنے کے لئے قائد کی مثالیں نہ گھڑیں۔اگر کسی نے argue کرنا ہے تو میں اس کے لئے تیار ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "جناب محمد تجمل حسین زندہ باد" کی نعرہ بازی)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! رانا تجمل صاحب ابھی کتاب نکال لیں، ماشاءاللہ ڈاکٹر صفدر محمود حیات ہیں پروفیسر سجاد نصیر میرے استاد ہیں۔ میں دونوں کو بلا لیتا ہوں تو یہ ثابت کریں کہ میں غلط کہہ رہا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! شیخ صاحب نے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ ہم احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کورم پورا نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تو وقت ہی ختم ہو گیا ہے۔ اس بحث کو ہم بعد میں جاری رکھیں گے۔ آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 28-مارچ 2011 سہ پہر 3:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔